REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.
REGD. NO. P. 67.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۔۔ ۲۱
شمارہ ۔۔ ۵

ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:-
خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۷ ذوالحجہ ۱۳۹۱ ہجری — ۳ تبلیغ ۱۳۵۱ ہش — ۳ فروری ۱۹۷۲ء

اخبارِ احمدیہ

روزہل مارشیس۔ ۲۵ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ماریشس مشن کو بذریعہ تار عید مبارک کا جو پیغام ارسال فرمایا وہ حسب ذیل ہے:-

"میرا سلام اور عید کی مبارکباد سب دوستوں تک پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے"۔

★ اس سے قبل لنڈن مشن کے توسط سے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ۵ صلح کی رپورٹ مظہر ہے کہ آج جکڑوں کی تکلیف ہوگئی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان یکم تبلیغ (فروری)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ البتہ خود محترم صاحبزادہ صاحب کی اپنی طبیعت بعارضہ کھانسی وبلغم علیل ہے۔ گلے کی تکلیف کے ساتھ پہلے کچھ حرارت بھی ہو جاتی رہی ہے۔ مگر اب حرارت تو نہیں ہوتی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

قادیان کا جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲ فروری ۱۹۷۲ء کو منعقد ہوگا

احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں پہنچنے کی کوشش کریں

قادیان ۲۹ صلح (جنوری)۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے قادیان میں جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تاریخوں کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تازہ فیصلہ کے مطابق یہ مبارک جلسہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ فروری ۱۹۷۲ء بروز اتوار۔ پیر۔ منگل کو اپنی سابقہ روایات کے مطابق قادیان میں منعقد ہوگا۔ گزشتہ ماہ دسمبر میں حالیہ جنگ کے سبب جلسہ کو آئندہ کسی وقت کے لئے ملتوی کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جنگ تو ختم ہو گئی۔ لیکن پنجاب میں شدید سردی کا موسم تھا۔ صدر انجمن احمدیہ کے حالیہ فیصلہ کے مطابق ماہِ فروری میں سردی کی شدت میں بھی نمایاں کمی ہو جائے گی۔ اور ۲۰ فروری کو یومِ مصلح موعود کی مبارک تقریب بھی ہوگی۔ اس طرح اب کی بار کا یہ جلسہ سالانہ دونوں قسم کی تقریبات کا اجتماع ہونے کے سبب زیادہ برکتوں کا باعث ہوگا۔ اِس لئے احباب کو پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں حاضر ہو کر جلسہ میں شمولیت اختیار کریں۔

جلسہ کی نئی تاریخوں کے بارے میں بڑی بڑی جماعتوں کو بذریعہ ٹیلیگرام اور باقی جماعتوں کو نظارت دعوۃ وتبلیغ کے سرکلر لیٹر کے ذریعہ اطلاع ہو چکی ہے۔ مرکزِ سلسلہ میں منعقد ہونے والے جماعت کے سالانہ جلسہ کی اہمیت وعظمت کے بارے میں احباب بخوبی واقف وآگاہ ہیں۔ یہ وہ مبارک جلسہ ہے جسے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مبارک زمانہ میں جاری فرمایا اور آج سے ۷۹ سال قبل اس میں شرکت کے لئے احباب کو تحریک فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اسی طرح سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اِس بابرکت جلسہ میں خود حاضر ہونے اور اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال کو لانے کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک خطبہ میں فرمایا:-

"ہر وہ شخص جس کے لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان پہنچنا ممکن ہے اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کا لازمی اثر اس کے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑے گا۔ مَیں نے دیکھا ہے جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ ہی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان آجاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے۔ اور گو اُن بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابا ہمیں قادیان کی سیر کے لئے لے چلو۔ اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنی شروع کر دیتی ہے۔ اور آخر بڑے ہو کر وہ اپنی جماعت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں"۔

(الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء)

احبابِ جماعت کے علاوہ اس زرین موقعہ پر غیر از جماعت دوستوں کو بھی ہمراہ لانا فائدہ بخش ہے۔ اس طرح ان کو مرکزِ سلسلہ میں بچشمِ خود جملہ جماعتی حالات دیکھنے اور قریب سے مطالعہ کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور بہت سی غلط فہمیاں دُور ہو کر اُن پر جماعت کی اصل شان ظاہر ہو جاتی ہے کہ فی زمانہ اسلام کی حقیقی اور عملی تصویر جماعتِ احمدیہ ہی ہے اور اسی کے ساتھ وابستہ ہو کر وہ مستقبل میں اسلام کے عالمگیر رُوحانی غلبہ کے دنوں کو قریب لانے میں حصہ دار بن سکتے ہیں۔

پس ان ایّام کو غنیمت جانیں اور اُن سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ اس کی توفیق دے۔ آمین۔

قادیان میں بائیسویں جشنِ جمہوریت کی تقریب اور احبابِ جماعت کی شمولیت

قادیان ۲۷ جنوری۔ کل مقامی طور پر قادیان میں بائیسویں جشنِ جمہوریت کی تقریب پورے اہتمام کے ساتھ پونے گیارہ بجے میونسپل کمیٹی کے احاطہ میں زیر صدارت سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ منعقد ہوئی جس میں حسب روایات جماعت کے احباب بھی بکثرت شریک ہوئے۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی اور جماعت کے سرکردہ اصحاب نمایاں جگہ پر تشریف فرما رہے۔

اس تاریخی تقریب کا آغاز کرتے ہوئے سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ نے سب سے پہلے قومی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی اور پولیس کی گارد نے سلامی دی۔ اسی وقت سٹیج سے راشٹریہ گیت اسکول طالبات نے اپنی ہم عمر دوسری غیر مسلم طالبات کے ساتھ مل کر گایا۔ بعدہٗ باری باری بہت سے پنجابی شعراء نے جھنڈے کی شان میں نظمیں سنائیں اور دیش پیار کے گیت پیش کئے۔ ان نظموں میں خصوصیت سے فوجی جوانوں کی بہادری اور نمایاں طور پر ملکی خدمات پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ اسی طرح مقررین نے بھی یکے بعد دیگرے ولولہ انگیز تقاریر کیں اور حالیہ جنگ میں فوجوں کے اعلیٰ کردار اور ان کی بہادری کی سراہنا کی۔

صدرِ جلسہ سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

مالک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے واما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب بتاریخ ۲۷ ؍ صلح (جنوری) بروز جمعرات منائی گئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نماز عید پڑھائی اور ایمان افروز خطبہ دیا اور اجتماعی دعا کرائی۔ اگرچہ رات کے وقت مطلع ابر آلود تھا۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے اعلان یہی تھا کہ عید الاضحیہ پارک خواتین (اندرونی احاطہ بہشتی مقبرہ) میں پڑھی جائے گی۔ سوائے اس کے کہ موسم زیادہ خراب ہو جائے۔ مگر خدا کا فضل رہا صبح کے وقت مطلع صاف ہو گیا۔ کارکنان نے بڑی مستعدی سے مستورات کے لئے قناتوں کے ساتھ پردہ تیار کر دیا۔ اور سب کے لئے نیچے پرالی اوپر ساجد کی دریاں بچھا دیں ـــــ اور لاؤڈ اسپیکر کا انتظام بھی خاطر خواہ طور پر وقت سے پہلے ہی کر دیا گیا۔

نماز عید کا وقت ۹ ½ بجے مقرر کیا گیا تھا۔ سردی کے سبب مزید پندرہ منٹ لیٹ کر دیا گیا۔ تا سبھی احباب بسہولت حاضر ہو سکیں۔ اس طرح پونے دس بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مسنون طریق سے نماز عید کا دوگانہ پڑھایا بعدہٗ پُر مغز ایمان افروز خطبہ دیا جس میں آپ نے سیدنا ابو الانبیاء حضرت ابراھیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو دین کی خاطر اپنی اجتماعی قربانیوں کے معیار کو بہت بلند کرنے اور انفرادی طور پر حضرت ابراھیم، حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام کی قربانیوں کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ بنانے کی ترغیب دی۔

خطبہ کا آغاز کرتے ہوئے آپ نے فرمایا قوموں میں مختلف قسم کے تہوار ہوتے ہیں۔ اور یہ تہوار ملک کے ہر حصہ میں اپنے اپنے رنگ میں منائے جاتے ہیں۔ خواہ براعظم ایشیا یا افریقہ یا امریکہ یا یورپ میں بسنے والی قومیں ہوں، اپنے اپنے رواج کے مطابق تہوار مناتے ہیں۔ پھر بعض تہوار کسی قوم کی ثقافت، کسی کے مذہب اور کسی کی سیاست کی عکاسی کرتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر اس قوم کے جذبات کے اظہار کے لئے ایک موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ پھر ایسے تہوار بھی نظر آتے ہیں کہ لوگ ان میں خوشی کی حالت میں داخل ہوتے ہیں مگر اُن سے فراغت کے وقت کچھ قتل کی وارداتیں ہو چکی ہوتی ہیں اور ہزاروں لاکھوں روپے کا ضیاع ہونے کے ساتھ اخلاقی قدریں بھی متاثر ہو چکی ہیں۔

اس کے برعکس اسلام نے تین خاص مواقع مسلمانوں کو اپنے جذبات کے اظہار کے لئے قائم کئے ہیں۔ دو تو عیدین ہیں اور ایک جُمعہ ہے جو ہر ساتویں دن بعد آتا ہے۔ اسلام کی دونوں عیدیں قربانیوں کے بعد رکھی گئی ہیں۔ عید الفطر کے موقعہ پر ایک انسان ذاتی مجاہدہ کر کے اپنے نفس پر قابو پانے کی مشقّت برداشت کرنے اور ذاتی استعداد کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے اختتام پر عید الفطر ہے۔

دوسری عید، عید الاضحیہ، حج کے بعد آتی ہے اس میں اور نوعیت کی خوشی ہے۔ اپنے نفس کو قربان کر کے، اپنے جذبات قربان کر کے غیر معمولی صبر کے ساتھ خاص عزم کے ساتھ اس دینی تعلیم کو پکڑ کر خدا کے محتاج بندوں کی ضرورتوں کا خیال کر کے اپنا حصّہ ڈالتا ہے۔ اس طرح اپنی خوشی کو مکمّل کرتا ہے۔ اور پھر خدا کے حضور سربسجود ہوتا ہے کہ خدایا تیرا شکر ہے جو تیری ہی دی ہوئی توفیق سے مَیں اس قدر خدمت کر سکا ہوں۔

انسانی فطرت دونوں قسم کی نظر آتی ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے لئے ہر قسم کی مشقت برداشت کریں گے مگر اولاد کی مشقت اور تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنی ذاتی مشقت اور تکلیف برداشت نہیں کر سکتے وہ اپنے نفس کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اپنے بچوں کی تکلیف کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ ان کے ہاں بچّے پیدا ہو گئے جس طرح ہو گئے۔ اب ان کے پالنے پوسنے، ان کی خاطر قربانی کرنے کا انہیں احساس نہیں ہوتا۔ آج کی عید ان دونوں قسم کی قربانیوں کا محاسبہ کرنے کا دن ہے۔ ایک مومن کو دونوں طور کی قربانیاں کر کے اپنے ایمان کو کامل کرنے کی ضرورت ہے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے اجتماعی قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانے کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلائی۔ آپ نے مثال دے کر فرمایا کہ سکول کی ایک کلاس میں اگر سو طالب علم ہیں جن میں سے اگر پانچ دس طالب علم اعلیٰ نمبر حاصل کر لیں مگر باقی کے بہت کم نمبر پائیں، اس کے مقابل پر ایک دوسری کلاس میں سے صرف ایک دو طالب علم اعلیٰ نمبر حاصل کرتے ہیں لیکن باقی کے طالب علم بھی اوسط درجہ کے ہیں تو ظاہر ہے کہ پہلی کلاس سے دوسری کلاس کا مجموعی نتیجہ بہرحال اچھا سمجھا جائے گا۔ آپ نے فرمایا مومن کا فرض ہے کہ اپنے ساتھ اپنے رشتہ داروں، اپنے تعلق داروں کے معیار کو بھی بلند کرے۔ تا ساری قوم کا معیار بلند ہو۔ جس قوم کا اوسط معیار بلند ہو گا وہ ترقی کرتی چلی جائے گی۔ قومی ترقیات کا یہ ایک عام قانون ہے جس میں دینی اور دنیوی سب جماعتیں شریک ہیں۔

پھر قرآن کریم ہمیں ذاتی محنت اور سعی کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلاتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

اس میں بھی روحانی اور دنیوی جماعتیں برابر کی پوزیشن رکھتی ہیں۔ جو بھی صحیح ڈھنگ سے کوشش کرے گا وہ اس کے مطابق اعلیٰ نتائج کو دیکھ لے گا۔ لیکن ایک اور چیز ہے جس میں روحانی جماعتیں دوسری جماعتوں سے ممتاز ہو جاتی ہیں۔ وہ ہے **خدا کی رضا کا حصول**۔ فعل ایک ہی قسم کا ہوتا ہے، لیکن نیّتیں الگ الگ ہونے کے سبب ایک کو خاص مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اور دوسری کو نہیں۔ جیسے خدا کی راہ میں لڑنے والوں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ جس طرح تم کو زخم لگے ایسا ہی تمہارے مخالفوں کو بھی لگے لیکن

تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا یَرْجُوْنَ

کہ تم اپنے زخموں کے نتیجہ میں خدا سے ان انعامات کی امید رکھتے ہو جو دُوسرے نہیں رکھتے۔ یہ اس کا فضل ہے۔

آپ نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا دین دیا گیا جو ہر پہلو سے کامل ہے۔ تمام انسانی ضرورتیں اس کے ذریعہ پوری کر دی گئی ہیں۔ اور انسانی زندگی میں حضورؐ کا نمونہ بہترین نمونہ ہے۔ حضورؐ کی پہلی بعثت جلالی تھی اور جلد جلد ترقیات ہوئیں۔ ایسی ترقیات کو دیکھ کر بعض ذہنوں میں یہ سوال بھی پیدا ہوئے کہ دینِ اسلام کی اشاعت میں قوت اور طاقت کا بھی دخل تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے حضورؐ کی دوسری بعثت میں اس کا عملی جواب دینا چاہا ہے اور بطور پیشگوئی پہلے ہی واضح کر دیا ہوا ہے کہ اسلام کو روحانی غلبہ حاصل ہو گا۔ اور کوئی نہیں **جو اس کے اس غلبہ میں روک بن سکے**۔

اس کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت فرمائی۔ آپؑ نے دعویٰ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک جماعت دی جو دین کی سربلندی اور اس کی اشاعت کے لئے قربانیاں دے رہی ہے اس وقت جو واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اگر آپ ان کے پس منظر میں غور کریں تو واضح ہو گا کہ یہ سارے واقعات اسلام کی صداقت اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ڈالے گئے اس بیج کو بڑھانے کے لئے ہو رہے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ انسانی ذہنوں کو اس بات کے لئے تیار کیا جا رہا ہے کہ تمہارا بنایا ہوا فلسفہ کچھ کام نہیں دے سکتا۔ تمہاری دنیوی تدابیر سب اکارت جائیں گی۔ بنی نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے جو آسمانی تعلیم خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اسی کے نتیجہ میں انسان حقیقی خوشی اور مسرّت کے دن دیکھے گا۔ یہی وہ تعلیم ہے جس سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کا سبق ملتا ہے۔

آج مسلمانوں پر جو جگہ جگہ ابتلاء آ رہے ہیں یہ بھی قدرت کی طرف سے واضح اشارات ہیں کہ حقیقی اسلام کو چھوڑ کر تم کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ اسلام کو غلبہ ہو گا اور ضرور ہو گا۔ مگر اس کی حقیقی تعلیم سے علیحدہ ہو کر اور قرآن کریم کو چھوڑ کر نہیں بلکہ انہیں کی برکت سے اور انہیں کی پیروی کے ساتھ۔

پس ایک احمدی جو حضرت مسیح موعود

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم دینی مصروفیات

مجالس علم و عرفان کے چند روح پرور کوائف

اخبار بدر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات پر مشتمل بعض اقساط گزشتہ سال شائع ہوئی تھیں۔ اس سلسلہ میں علم و عرفان کے مزید روح پرور کوائف ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ——— (ادارہ)

ماہ احسان (جون) کے کوائف

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ماہ جون ۱۹۷۱ء میں گھوڑا گلی (مری ہلز) میں تشریف فرما رہے۔ انہی دنوں کے بارے میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی رپورٹ تھی کہ چند دنوں سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خون میں شوگر لیول بڑھ گیا ہے۔ نیز گھوڑے سے گرنے کے نتیجہ میں گھٹنوں میں جو کھچاؤ پیدا ہو گیا تھا وہ اگرچہ کافی حد تک دور ہو چکا ہے لیکن ابھی حضور اقدس التحیات میں پوری طرح بیٹھ نہیں سکتے۔

خدا تعالیٰ کی تازہ بشارت

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کل رات یعنی ۲۷ اور ۲۸ جون (احسان) کی درمیانی رات کے دو بجے ایک شعر زبان پر آیا۔ جو پورا تو یاد نہ رہ سکا لیکن جتنا حصہ یاد رہ گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بشارت پر مشتمل ہے کہ انشاء اللہ اذیت دور فرمائے گا۔ شعر کے جو الفاظ حضور کو یاد رہ سکے وہ یہ ہیں۔ فارسی کے اس شعر کے دوسرے مصرعہ کا مفہوم صرف اردو میں یاد رہا جو اسی طرح ذیل میں درج ہے:-

دامنِ رحمتِ حق
تیری اذیت اڑا کر لے گئی

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل شفایابی۔ صحت و تندرستی اور کام والی لمبی زندگی کے لئے دعائیں جاری رکھیں بیماری کی اذیت بھی دور ہو۔

حضور اقدس کی زندگی کا ہر لمحہ خدمتِ دین میں گزرتا ہے۔ چنانچہ جب سے حضور تبدیلیٔ آب و ہوا کے لئے گھوڑا گلی تشریف لائے ہیں دین کا کام اس طرح جاری ہے جیسے ربوہ میں۔ اور یہ سلسلہ کام کا ہر وقت جاری رہتا ہے۔

ذیل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلمات طیبات کا مفہوم اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

ہم افریقہ میں محض اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کام کر رہے ہیں

افریقہ سے "نصرت جہاں آگے بڑھو" پروگرام کے تحت گئے ہوئے ایک ڈاکٹر صاحب نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ اس بات کا خدشہ ہے کہ مستقبل بعید میں افریقن حکومتیں ہمارے ہسپتالوں اور کلینکوں کو قبضہ میں لے لیں۔ اس پر فرمایا:-

ڈاکٹر صاحب کو لکھ رہا ہوں کہ اس سے زیادہ خوشی کی بات ہمارے لئے اور کیا ہو گی کہ افریقن بھائی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو سکیں۔ جب بھی وہ سکولوں اور ہسپتالوں کو چلانے کے قابل ہو گئے ہم ان کو دعوت دیں گے کہ ہمارے سکولوں اور ہسپتالوں کا انتظام سنبھالیں۔ ہم نے یہ سکول اور ہسپتال اُن کی خیر خواہی کے جذبہ سے کھولے ہیں۔ ہمیں اُن سے کسی قسم کے مالی منفعت یا سیاسی فائدہ کی طلب نہیں ہے۔ ہم تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انسانیت کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر میدان میں آئے ہیں۔

فرمایا کماسی میں ہمارا نہایت اچھا سیکنڈری سکول ہے۔

چند سال ہوئے گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر اب گھانا کے باشندوں میں سے مقرر کئے جائیں گے۔ اس وقت ہیڈ ماسٹر اور دیگر اساتذہ کی اکثریت ہم یہاں سے بھجواتے تھے۔ اس خبر کے شائع ہونے پر مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے اساتذہ اور دوسرے احمدی احباب کو گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ اب کیا ہو گا۔ میں نے اس وقت بڑے زور کے ساتھ یہ کہا کہ ہم تو بہت خوش ہیں کہ گھانا کے لوگ اب سکولوں کے انتظام کو سرانجام دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ہمارا مقصد بھی یہی تھا کہ اُن کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر کے ہم الگ ہو جائیں گے پس اب ہم اپنے مقصد کے بہت قریب آ گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں تو خوشی اور مسرت اور اطمینان کا اظہار کرنا چاہیئے نہ کہ کسی قسم کی گھبراہٹ کا۔

چنانچہ گھانا کی حکومت نے کماسی کے سکول کے ہیڈ ماسٹر کے عہدہ کے لئے اخبارات میں اعلان کر دیا اور عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جو ہیڈ ماسٹر اس سکول کے لئے منتخب ہوئے وہ گھانا کے ایک مخلص احمدی دوست تھے۔

پس ہمارا مقصد دکھی انسانیت کی خدمت ہے اور یہ خدمت قطعاً بے لوث ہے۔ ہمیں نہ تو نام و نمود کی خواہش ہے نہ سیاسی اقتدار کی نہ مال کی۔ اور جب اس جذبہ سے کوئی قوم میدانِ عمل میں آئے تو وہ ہرگز شکست نہیں کھا سکتی۔

نیشنلزم کی صحیح تعریف

فرمایا۔ نیشنلزم کی اس تعریف سے کسی کو اختلاف نہیں ہونا چاہیئے کہ اپنے ملک کے قابل اور ذہین لوگوں کو آگے لایا جائے۔ یہ ہر ملک کا حق ہے۔

لیکن نیشنلزم کی غلط روح یہ ہے کہ جب محض ملکی لوگوں کو آگے لانے کے نظریہ سے نااہل اور جاہل قسم کے لوگوں کو اعلیٰ عہدوں پر ترقی دی جائے اس سے ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اور اس قسم کے نیشنلزم کو دنیا کا کوئی عقلمند انسان تسلیم نہیں کر سکتا۔

اسلام عالمی برادری کا علمبردار ہے

فرمایا۔ اسلام ایک عالمی برادری کے قیام کا علمبردار ہے۔ اسلامی نظام میں رنگ و نسل کی تمیز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دنیا میں رہنے والا ہر انسان ہمارا بھائی ہے اور ہمارا دل ان کی محبت میں گداز ہے۔ خواہ یہ انسان انگلستان میں رہتا ہو یا افریقہ میں یا کسی اور خطۂ ارضی میں۔ ہمارا جذبۂ خدمت رنگ و نسل اور جغرافیائی حدود سے بالاتر ہونا چاہیئے۔

میں نے اپنے دورۂ افریقہ کے دوران ان ممالک کے سربراہان کو بتایا کہ ہم پچھلے ۵۰ سال سے آپ کے عوام کی خدمت میں مصروف ہیں لیکن اسی دوران میں ہم ایک پائی بھی آپ کے ملک کے باہر نہیں لے گئے بلکہ جو کچھ ہمیں چندوں یا سکولوں یا ہسپتالوں کی آمدنی کی صورت میں ملا۔ ہم نے آپ کے ہی ممالک میں آپ کے عوام کی بہبودی کے لئے اس کو خرچ کر دیا۔ اس بات سے یہ سربراہان اور عوام بہت متأثر ہوتے تھے۔

فرمایا۔ اگر میری زندگی میں ایسا دور آیا کہ افریقن عوام اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے تو میں خود ان کو دعوت دوں گا کہ ہمارے اداروں کو چلانے کے لئے آگے بڑھیں اور ان کا انتظام سنبھالیں۔ اور ہمیں اس بات سے بڑی خوشی ہو گی کہ ہمارا مقصد حاصل ہو گیا۔

اسپین کے حکمرانوں کو دنیوی مال و دولت سے محبت نہیں تھی

فرمایا۔ ہسپانیہ میں میں نے دیکھا کہ مساجد میں مسلمان حکمرانوں نے آیاتِ قرآنی زر سے لکھوائی تھیں اور اُن میں ہیرے اور جواہرات نصب کر کے اُن آیات کو خوبصورت کیا گیا تھا۔ اگرچہ مرورِ زمانہ سے یہ ہیرے اور جواہرات تو لوٹ لئے گئے۔ لیکن ان کی جگہیں اب بھی خالی نظر آتی ہیں۔

اِس سے ایک یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ مسلم شاہانِ ہسپانیہ کے دلوں میں سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کو جمع کرنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ اگر اُن کو اس دولت کے جمع کرنے کی ہوس ہوتی تو بجائے آیاتِ قرآنی میں ہیرے جواہرات لگانے اور مساجد کے دروازوں کو منقش کرنے کے وہ یہ تمام دولت اپنی تجوریوں میں بھر لیتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ جو دولت اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی، وہ انہوں نے اس کی عبادت گاہوں اور اس کے کلام

کو خوبصورتی سے لکھنے میں صرف کر دی۔

فرمایا۔ مومن کو دنیوی مال و دولت میں ہرگز دل نہیں لگانا چاہیئے۔ اس کا اصل مقصد اللہ تعالےٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہیئے۔ صحیح اطمینان محض اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ مال و دولت سے بینک بھرنے سے۔

ماہِ فتح کے کوائف

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کو گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے جو چوٹیں آئی تھیں حضور اُن سے بکلی صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اور اب نماز پڑھانے کے لئے مسجد مبارک میں عموماً تشریف لاتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زندگی بھی عجیب مصروفیات کا مرقع ہے۔ نہ کوئی چھٹی اور نہ کسی دن دینی کاموں سے فراغت یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جس نے حضور کے لئے وقت بھی اس طور پر کر دیا ہے کہ اس میں تمام کام انجام پا جاتے ہیں۔ ورنہ جتنا کام حضور کو کرنا پڑتا ہے وہ ہرگز کسی عام آدمی سے اتنے وقت میں کرنا ممکن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے الہام فرمایا تھا کہ

انت الشیخ المسیح
الذی لا یضاعُ وقتہٗ
(تذکرہ)

یعنی تمہارا وقت ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اور تھوڑے وقت میں آپ زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بھی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اِس الہام کے مصداق ہیں۔ مثال کے طور پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ماہ دسمبر ۱۹۷۱ء میں ۳۶۰۵ خطوط ملاحظہ فرمائے یعنی قریباً ۱۲۰ خطوط روزانہ۔ اور ان خطوط کے جوابات لکھوائے۔

علاوہ ازیں سلسلہ کے ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید وغیرہ سے ۲۷۲ خطوط حضور کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ جن کے متعلق حضور نے فیصلہ جات فرمائے۔

اسی طرح حضور نے عرصہ زیر رپورٹ میں ۲۸۰۶ خطوط پر دستخط فرمائے (قریباً ۹۴ خطوط روزانہ) پھر حضور نے اس عرصہ میں سینکڑوں افرادِ جماعت کو شرفِ ملاقات بخشا۔ ان کی مشکلات کے ازالہ کے سلسلہ میں انفرادی طور پر درجنوں احباب کو مشورہ سے نوازا۔ خطباتِ جمعہ اور نکاح وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔

زیرِ تعمیر مسجد اقصےٰ و کالج نیو کیمپس کا معائنہ

۳۰ رفتح (دسمبر) کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصےٰ کا معائنہ فرمایا۔ اس موقع پر حضور کے ہمراہ مکرم و محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی تھے۔ مسجد کی تعمیر کے انچارج مکرم و محترم بریگیڈیئر اقبال شمیم صاحب نے حضور اقدس کا استقبال کیا۔ حضور نے موقع پر ہدایات جاری فرمائیں۔ اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تعمیر کے کام کا معائنہ فرمایا۔

اسی دن حضور اقدس کالج کے نیو کیمپس کے معائنہ کے لئے بھی تشریف لے گئے جہاں مکرم و محترم چوہدری محمد علی صاحب اور مکرم و محترم نصیر احمد خان صاحب حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اور زیرِ تعمیر حصہ کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے انجینئر صاحب کو فرمایا کہ آپ اس بات کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھیں کہ عمارت کی تزئین و آرائش پر زیادہ خرچ نہ ہو بلکہ کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ افادیت (Utility) حاصل ہو۔ حضور نے فرمایا کہ ہماری جماعت غریب ہے اور وہ یہ afford نہیں کر سکتی کہ عمارات کی تزئین و آرائش پر بلا وجہ اخراجات کئے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ تعلیم الاسلام کالج کی تعمیر اتنی کم رقم میں ہوئی ہے کہ کسی انجینئر کو جس نے باہر کام کیا ہو یقین ہی نہیں آتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علاوہ سخت نگرانی کے بلا ضرورت تزئین و آرائش سے اجتناب کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی ترویج و اشاعت

حضور اقدس کے حکم سے حال ہی میں پاکٹ سائز قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اور جس کی قیمت صرف تین روپے رکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ اگلے تین سال میں کم از کم ایک ملین کی تعداد میں اس کو شائع کیا جائے اور دنیا بھر کے مشہور ہوٹلوں میں اس کو رکھوانے کا بندوبست کیا جائے۔ اسی واسطے اس کو لاگت پر فروخت کیا جا رہا ہے اور ہرگز کوئی منافع نہیں لیا جا رہا۔ فرمایا میرا ارادہ یہ بھی ہے کہ عنقریب لاکھوں کی تعداد میں قرآن کریم بلا ترجمہ بھی شائع کرا دوں تا کہ ہر احمدی بچے کے پاس قرآن کریم کا اپنا نسخہ ہو۔

زمینوں پر تشریف لے جانا

۲ جنوری ۱۹۷۲ء (بروز اتوار)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی زمینوں پر تشریف لے گئے اور دوپہر تک وہیں قیام فرمایا۔ اس موقع پر فرمایا کہ جب مَیں نے اس زمین کا ٹھیکہ گورنمنٹ سے حاصل کیا تو بعض مشکلات کا سامنا ہُوا مَیں نے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے یہ مشکلات دُور کر دے۔ ایک رات جب کہ میں سونے سے قبل حسب معمول مسواک کرنے غسلخانے جانے کے لئے اٹھا تو پیچھے سے آواز آئی کہ "حضور مبارک ہووے"۔ مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو کوئی بھی نہ تھا۔ ویسے بھی دروازے بند تھے۔ مَیں نے اس سے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت آئے گی۔ خواہ عارضی طور پر مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے اور پھر تو مَیں نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے برکات بارش کی طرح آتے مشاہدہ کیں۔ فالحمد للہ۔

صحیح تعبیر کا علم صرف اللہ کو ہے

فرمایا۔ تعبیروں کی دُنیا بھی عجیب ہے۔ ہمیں اپنے خوابوں کی تعبیروں پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ صحیح تعبیر کا علم تو صرف اللہ تعالےٰ کو ہی ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس بات سے ٹھوکر لگ جاتی ہے کہ وہ اپنی یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضورؑ کے خلفاء کی خوابوں کی خود ہی تعبیر کر کے اس پر سختی سے قائم ہو جاتے ہیں۔ اور جب ان کی حسب منشاء تعبیر پوری نہیں ہوتی تو ان کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ خوابیں بہر حال تعبیر طلب ہوتی ہیں اسلئے تعبیروں کے معاملہ میں ہمیں دخل نہیں دینا چاہیئے۔

ایک افریقن احمدی دوست کی ملاقات

امریکہ کے ایک احمدی دوست جو نائیجیریا میں آباد ہیں بمع اہل و عیال حضور اقدس کی ملاقات کے لئے آئے حضور نے ان کو اور ان کے تینوں بچوں کو چاندی کی "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ" کی انگوٹھیاں اور حضرت بیگم صاحبہ نے انکی اہلیہ کو سونے کی "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ" والی انگوٹھی بطور تحفہ عنایت فرمائی۔

غلبۂ اسلام کی خوشخبری

حضور نے اُن سے بات چیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اسلام کی ترقی کا سورج طلوع ہو چکا ہے اور بہت جلد انشاء اللہ اسلام دنیا بھر میں غالب ہوگا۔ عیسائیت کو تو شکست ہو چکی ہے۔ اور یورپ میں عوام چرچ سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں۔

امریکن دوست نے بتایا کہ ملکۂ انگلستان کی جو ملاقات حال ہی میں پوپ سے ہوئی ہے۔ وہ مذہبی حلقوں میں خاصی اہمیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اگر یہ سب بھی متحد ہو جائیں۔ تب بھی فتح انشاء اللہ اسلام کی ہوگی۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اُن کا اس طرح اکٹھے ہونا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُن کو اسلام کی یلغار سے خوف لاحق ہو چکا ہے۔ امریکن دوست نے قرآن کریم مترجم پاکٹ بک سائز کے اتنے ارزاں نرخ پر شائع کروا کر فروخت کرنے پر حضور اقدس کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ درخواست بھی کی کہ اس کو ہزاروں کی تعداد میں امریکہ بھی بھجوایا جائے۔ وہاں کے لوگ خصوصاً حق کے متلاشی ہیں۔ وہ اس کو ایک قیمتی تحفہ سمجھ کر خریدیں گے اور پڑھیں گے۔ حضور اقدس نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ امریکہ احمدیہ مشن کو اس سلسلہ میں فوری طور پر لکھا جائے۔

درخواستِ دُعا

گزشتہ ۲ جنوری ۷۲ء کو مکرم سید کریم بخش صاحب امیر جماعت کلکتہ جب اپنے ساڑھے تین سالہ پوتے کو ساتھ لے کر دار التبلیغ گئے تو ٹرام سے اُترتے ہوئے لڑکھڑا کر گر گئے اور بچہ ہاتھ سے چھوٹ کر ٹرام کے نیچے آ گیا۔ کچھ دُور تک ٹرام کے ساتھ ہی گھسٹتا ہُوا چلا گیا۔ ایک بنگالی نوجوان نے شور مچا کر ٹرام کو رکوایا۔ اور بچے کو نیچے سے نکالا۔ اور فوری طور پر دونوں کو پانچ منٹ میں قریبی ہسپتال میں پہنچایا۔ بچے کے سر میں کئی زخم آئے جن کو ٹانکے لگائے گئے۔ ابھی تک بچہ ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ مَیں احباب جماعت سے اس بچے کی کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ نیز اس نوجوان بنگالی لڑکے کیلئے جس کی کوشش اور ہمدردی سے بچے کی جان بچی۔ ہسپتال میں بھی یہ نوجوان باقاعدگی سے بچے کو دیکھنے آتا ہے۔ یہ ایک غریب خاندان کا لڑکا ہے اور ملازمت کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ دوست اس کے روزگار کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

خاکسار: مرزا وسیم احمد

اُصل و ظل کا مسئلہ!

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف تصنیف قادیان

مولوی صدرالدین صاحب امیر گروہ خوارج کے کتابچہ "قرآن کریم کی بیان کردہ سائینس" کے ساتھ ڈاکٹر خورشید عالم صاحب سری نگر کشمیر نے بھی کچھ اضافہ کرتے ہوئے آخر میں "ظل اور اصل" کے زیر عنوان حضرت مسیح موعود نبی اللہ علیہ السلام کے دعوئے نبوت کے بارے اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ظل کچھ چیز نہیں وہ اصل وجود نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ اصل کے برابر قرار دیا جا سکتا ہے۔ آئینہ کے سامنے اصل چیز کے ہٹنے سے ظل ناپید ہو جاتا ہے۔ نیز یہ کہ آئینہ میں نظر آنے والا عکس اپنے اصل سے الٹے ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

(۱) ظل سائینسی اعتبار ... اصل نہیں ہو سکتا۔

(۲) قرآن کریم نے نبی کریم صلعم کو داعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (الاحزاب ۳۲ : ۴۶) کہا ہے۔ یعنی آپ نہ صرف لوگوں کو باخدا بنانے کی غرض سے بھیجے گئے ہیں بلکہ آپ کو نور بخشنے والا آفتاب بھی بنایا گیا ہے۔ تاکہ لوگ آپ کی نور منعکس کرکے چاند ستاروں کی مانند چمک اٹھیں۔

(۳) وہ لکھتے ہیں کہ جب ایک ولی ایک نبی کی قدم بقدم پیروی کرتا ہے۔ تو ایک وقت ایسا بھی آتا ہے۔ جب نبی متبوع کی جملہ خوبیاں ولی میں ظلی یا عکسی طور پر نظر آجاتی ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں ولی کا نفس آئینہ بن جاتا ہے۔ اہل تصوّف کے ہاں یہ مقام "فنافی الرسول" کا نام پاتا ہے اسی کی تائید میں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے تصوّف کا حوالہ درج کرتے ہیں ان کا یہ فقرہ بھی نقل کیا ہے کہ "اصل اور ظل میں مساوات کیونکر متصور ہو سکتی ہے۔ (مکتوبات جلد ۱ مکتوب ۲۲۱)

ڈاکٹر صاحب اس ظلی مقام کا نام ولایت رکھتے ہیں۔ اور اسے ظلی نبوت قرار دیتے ہیں۔ آخر میں وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ

"آجتک ایک نہیں بلکہ ہزاروں ظلی نبی گزرے ہیں ..... حضرت مرزا صاحب نے گذشتہ اولیاء کرام کی طرح اپنے آپ کو ظلی نبی کہا ..... بدقسمتی سے قادیانی احمدیوں نے بھی عقیدت میں اندھے ہو کر غلو کا پہلو اختیار کیا ..... اور اس غلو کو دیکھکر لاہوریوں نے ایک الگ جماعت قائم کر لی"

(کتابچہ مذکور از ص۹۷ تا ص۱۰۱)

ہمارا جواب یہ ہے کہ گروہ خوارج لاہور حضور کو ایک عرصہ تک نبی مانتے رہے۔ پھر اپنی کمزوری ایمان کے سبب اس دعویٰ سے انکار کرکے جماعت و مرکز قادیان سے جدا ہو گئے۔ اب ان کو صحیح بات کس طرح سمجھائی جائے کہ ہمارا غلو نہیں بلکہ ان کی بغاوت ہے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خداداد مقام و مرتبہ کے تعیّن اور وضاحت کو ہمارا غلو قرار دیتے نہیں تھکتے۔ خیر ہمارا کام ان کے پیدا کردہ الجھاؤ کا جواب دینا ہے۔

سو واضح ہو کہ

(اوّل) جیسا کہ بیان ہوا ۱۱۲ صفحات کے زیر نظر کتابچہ کا اصل موضوع "قرآن کریم کی بیان کردہ سائینس" ہے۔ جس میں ۵۷ صفحہ تک مولوی صدرالدین صاحب امیر خوارج کا مضمون ہے۔ اور باقی کے ۵۵ صفحے کا ضمیمہ سری نگر کے نوخیز ڈاکٹر خورشید عالم تحریر کردہ ہے۔ نیز موصوف ہی اس کتابچہ کے ناشر بھی ہیں اور گروہ خوارج کے ممبر بھی۔ اس لئے کتابچہ کے حصہ اوّل کے آخر میں امیر خوارج نے محض عامۃ المسلمین کو خوش کرنے کے لئے آنکھیں بند کرکے **ثَلَاثُوْنَ دَجَّالُوْنَ** والی حدیث نقل کر دی تو مولوی صاحب کے چیلے ڈاکٹر صاحب نے بھی اپنے ضمیمہ کے آخر میں ظل اور اصل کے عنوان سے ایسی ہی بے تعلق بات چھیڑ دی تا وہ بھی پانچوں سواروں میں شامل ہو جائیں۔ نیز مبایعین کی جماعت کو برا بھلا کہکر غیر احمدیوں میں اپنے کتابچہ کی مقبولیت کی راہ ہموار کر لیں۔ اگر یہ بات نہیں تو ڈاکٹر صاحب کو سوچنا چاہیئے کہ کتابچہ کے اصل موضوع "قرآن کریم کی بیان کردہ سائینس" میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ظلیت کی بحث کا کیا تعلق ہ؟

اور یہی حال مولوی صدرالدین صاحب کا ہے۔ انہیں بھی اپنے مقالہ کے سلسلہ میں اگر غیر احمدیوں کی خوشنودی مرغوب خاطر نہ ہوتی تو دیکھتے کہ ز... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ والی حدیث ہی کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے معترض مخالفین کو اس وقت قطعی طور پر لاجواب کر دیا تھا جبکہ حضور نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں صاف فرمایا:۔

مجھے کہتے ہیں کہ یہ دجّال ہے۔
کیونکہ لکھا ہے کہ تیس[۳۰] دجال آئینگے
وہ نہیں سوچتے کہ اگر تیس[۳۰] دجال
آنے والے تھے۔ تو اس حساب
کی رو سے ہر ایک دجال کے مقابل
پر تیس مسیح بھی تو چاہیئے تھے۔
یہ کیا غضب ہے کہ دجال تو تیس[۳۰]
آگئے۔ مگر مسیح ایک بھی نہ آیا۔ اُمّت
کیسی بدقسمت ہے کہ اس کے حصّہ
میں دجال ہی رہ گئے۔ اور سچے
مسیح کا منہ دیکھنا اب تک نصیب
نہ ہُوا حالانکہ اسرائیلی سلسلہ میں
تو صدہا نبی آئے تھے۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۰۳)

پس پہلی بات تو یہ ہے کہ کتابچہ کے اصل موضوع سے ہٹ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے ظلّیت کا ذکر چھیڑنا مبایعین کے خلاف اپنے اندرونی غیظ و غضب کا مظاہرہ تو ہے۔ مگر کتابچہ کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتا

دوم:۔ جہاں تک بیان کردہ ظلّ و اصل کی تشریح و توضیح کا تعلق ہے ڈاکٹر صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ حضرت اقدس نے تصویر و عکس کی مثالوں کے علاوہ استاد کے شاگرد اور باپ کے بیٹے کی مثالیں بھی دی ہیں ملاحظہ ہو "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کے نزدیک ظلّ آئینہ سے غائب ہو جاتا ہے اور کئی آئینوں میں کسی چیز کے کئی عکس ہو سکتے ہیں وہ چیز کئی نہیں دکھائی دیتی تو نہ سہی ایک شخص کا بیٹا یا شاگرد ایک یا کئی نظر آ سکتے ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب اس مشاہدہ کا انکار کر سکتے ہیں!

(۳) ڈاکٹر صاحب نے آگے چلکر خود ہی تسلیم کر لیا ہے کہ لوگ ایک سورج کا عکس حاصل کرکے چاند ستاروں کی مانند چمک سکتے ہیں۔ انہوں نے مانا ہے کہ "فنافی الرسول" کا مقام لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے۔

(۴) رہا یہ سوال کہ اصل و ظل میں مساوات و برابری متصور ہو سکتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عکس و ظل ایک ناقص ہوتا ہے۔ اور ایک کامل پس اگر عکس ناقص ہوگا۔ تو اصل کے برابر نہیں ہوگا اور اگر عکس کامل ہوگا تو وہ اصل کے برابر ہوگا۔ اس سے کوئی معمولی عقل کا انسان بھی انکار نہیں کر سکتا ایک مہر و چھاپ و ٹھپہ وغیرہ کسی سکے کے کسی کاغذ پر لگتا ہے۔ تو وہ عکس کامل عکس کے برابر قیمت کا ہوتا ہے۔ عکسی قرآن چھپتا ہے۔ وہ عکسی قرآن کہلاتا ہے۔ کوئی اس کے کامل قرآن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ سوائے کسی لال بجھکڑ کے پس اگر آنحضرت صلعم اصل ہیں تو مسیح موعود آپ کا کامل ظل ہونے کی وجہ سے اصل کے اس طرح برابر ہیں۔ جس طرح عکسی قرآن دوسرے قرآن کے مساوی ہے۔ جو ٹھوکر ڈاکٹر صاحب موصوف کو لگی ہے وہ گروہ خوارج کے ہر چھوٹے بڑے شخص کو لگ چکی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو کر اور ایل ایل بی بن کر اور ایم اے اور بی۔ اے کہلا کر بھی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہیں بلکہ سمجھاتے پر بھی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ تا کسی طرح اغیار کی خوشامد کرکے۔ اُن کو خوش کر سکیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل متبع و کامل ... فنافی الرسول آپ کا کامل روپ ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ

(دوم) ڈاکٹر صاحب کو سوچنا چاہیئے کہ ایک سراج منیر اگر اپنی ... و نور کسی ایک پر بھی ڈال کر اسے اپنے جیسا سورج نہیں بنا سکتا تو وہ کیسا سراج منیر ہے اور اس کا ... تاثیر و برکت کیسی ہے کیا وہ کامل ہے یا ناقص؟ اگر ڈاکٹر صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرتے تو انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال افاضہ کا علم ہو سکتا تھا۔ اور اگر مطالعہ کیا ہے تو عمداً حضور کے بیان سے اعراض کیا ہے۔ کیا یہ کسی سچے متبع کا کام ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو حضور آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانیہ اور افاضہ کمال کا ذکر کرتے ہوئے مسیح موعود کا مقام آنحضرت صلعم کی طرح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں
آپؐ کا نام سراج منیر رکھا ہے
جو دوسروں کو روشن کرتا ہے۔
اور اپنی روشنی کا اثر ڈالکر
دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۶)

(۲) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالاتِ متفرقہ ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فبھداھم اقتدہ یعنی تمام نبیوں کو جو ہدایتیں ملی تھیں۔ ان سب کا اقتداء کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص ان تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کرے گا اس کا وجود ایک جامع وجود بن جائے گا۔ اور تمام نبیوں سے وہ افضل ہوگا۔ پھر جو شخص اس نبی جامع الکمالات کی پیروی کرے گا۔ ضرور ہے کہ ظلّی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۴۴)

(۳) فرماتے ہیں:۔

میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بنانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا

(ایضاً صفحہ ۱۲)

کیا ڈاکٹر صاحب ظلی بروز وعکس ہونے کی وجہ سے یشوعا نبی کی اصلی وحقیقی وکامل نبوت سے بھی انکار کریں گے؟ جیسا کہ ظلی نبوت ہونے کی وجہ سے حضورؑ کی اصلی حقیقی اور کامل نبوت سے انکار کرتے ہیں یا اس کے جواب میں خاموشی ہی کو غنیمت جانیں گے۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہیئے کہ جو نصیحت وہ مولوی مودودی صاحب اور ان کے رفقا کو کر رہے ہیں۔ وہ خود اپنے آپ کو اور اپنے گروہ خوارج کو کریں۔

(سوم) باقی رہا فنا فی الرسول کا مقام تو وہ بھی مدارج رکھتا ہے۔ ایک فنا فی الرسول ولی ہو سکتا ہے۔ اور ایک فنا فی الرسول نبوت کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اگر حضرت مجدد الفِ ثانی نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا یا اس کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ کوئی فنا فی الرسول مقام نبوت نہیں پا سکتا تو ہم ان کے پابند نہیں ہیں۔ مگر انہوں نے ایسا ہرگز نہیں لکھا۔ یہ درست ہے کہ باپ باپ ہی ہے اور اس کا بیٹا بیٹا ہی ہے۔ مگر یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ وہ بیٹا آگے کسی کا باپ نہیں ہو سکتا یا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا حقیقی وارث ہو کر اس کے منصب کو نہیں پا سکتا۔ کیا دنیا میں اس کے خلاف مشاہدات [illegible] نہیں ہیں اور [illegible]

بے شک اولیاء ابدال اقطاب، مجددین ومحدثین بھی مقامِ نبوت کا ظل ہیں مگر نبی بھی اس کا ظل ہو سکتا ہے۔ اور مسیح موعود نبی اللہ ہونے کی وجہ سے اس کا کامل ظل ہے۔ اور ولی اور نبی کی ظلیت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ان حضرات کو بھی فنا فی الرسول اور مکالمہ ومخاطبہ کا مقام حاصل ہوتا ہے مگر مسیح موعود کو فنا فی الرسول کا کامل مقام اور کثرتِ مکالمہ ومخاطبہ حاصل ہونے کی وجہ سے غیر معمولی مقام وتام نبوت حاصل ہے۔ اس بارے میں حضرت مجدد الف صاحب سرہندی نے جو یہ لکھا ہے کہ مجدد کو بھی کثرتِ مکالمہ ومخاطبہ حاصل ہوتی ہے۔ اسے حضرت اقدس نے درست قرار نہیں دیا اور ان کی اس غلطی کی اصلاح فرماتے ہوئے دیگر مجددین اور اپنے مقام ومنصب ومرتبہ میں امتیاز بتایا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالےٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصّہ کثیر وحی اور امور غیبیہ میں اس امّت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امّت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصّہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱)

اب اس کے برخلاف محترم ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ تمام اولیائے امّت مسیح موعود کی طرح ظلی نبی تھے۔ ممکن ہے ڈاکٹر صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر کامل عبور نہ ہونے اور کمیٔ مطالعہ کے سبب ایسا لکھ دیا ہو لیکن اس واضح حوالہ کے بعد اب تو ڈاکٹر صاحب کو خشیتِ الٰہی سے کام لیکر اپنا مسلک بدلنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا موجودہ مسلک مسیح موعود کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اس کے بعد ڈاکٹر صاحب بتائیں کہ کیا قادیانیوں نے غلو کا طریق اختیار کر لیا ہے۔ یا حضرت مسیح موعود کے نقشِ قدم پر قدم دھرا ہے اور خود ڈاکٹر صاحب اور ان کے گروہ کا قدم مخالفوں کے نقشِ قدم پر جا رہا ہے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس کے بعد اپنے موقف کو حضور کے موقف کے مطابق بنائیں گے

(چہارم) ڈاکٹر صاحب نے گروہ خوارج کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس نے حضور کو حقیقی انبیاء کے زمرہ میں شامل کر دیا ہے۔ بلکہ آپ کا ماننا جزوِ ایمان قرار دیا ہے۔ اور نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔ (کتابچہ مذکور صفحہ ۱)

حقیقی نبی کا ثبوت تو ہم اوپر دے چکے ہیں۔ اب حضور کے دعویٰ کا انکار موجب کفر ہونے کا ثبوت بھی سنیں

حضور سے اس قسم کا سوال کیا گیا تھا۔ حضورؑ نے جو جواب دیا خاص طور پر قابل غور ہے۔ حضور علیہ السلام سائل کا سوال مع اپنے مدلّل دلائل کے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ حضورِ عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبدالحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتاب کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں۔ اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

اس کے معًا بعد "الجواب" کے عنوان سے حضور تحریر فرماتے ہیں:

الجواب:۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

اس سے ظاہر ہے کہ حضور کو کافر کہنے والا بھی کافر اور نہ ماننے والا بھی کافر ہے۔ کیونکہ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ آپ کو مفتری سمجھتا ہے حضور نے دونوں قسم کے لوگوں کو ایک ہی ٹھہرایا ہے۔ باقی رہا حضور علیہ السلام کو ماننا جزوِ ایمان ہے کہ نہیں اس کے متعلق بارہا لکھا جا چکا ہے ؛

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہو گیا ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ امان ۱۳۵۱ھش (ماہ مارچ ۱۹۷۲ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ انکے نام اخبار جاری رہ سکے اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد انکے نام اخبارِ بدر کی ترسیل بند کر دی جائیگی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ چٹھی بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۰۳	مکرم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب	۱۲۲۶	مکرم شیخ لطیف احمد صاحب
۱۰۴۲	" سید مدار صاحب	۱۲۵۴	" احمد عبدالرشید صاحب
۱۰۴۷	" عبدالعظیم صاحب	۱۳۴۶	" محمد یوسف صاحب
۱۰۹۱	" ایم فضل الرحمان صاحب	۱۴۲۴	" حاجی بشیر احمد صاحب
۱۰۷۷	" گل محمد شاہ صاحب	۱۴۳۲	" امیر حسین صاحب
۱۰۹۶	" ایس اے رضی اللہ صاحب	۱۴۵۷	" ایم آئی ملک صاحب
۱۱۲۶	مکرم بیرکدی بی پی زرس	۱۴۷۰	" عبدالرؤف صاحب فاروقی
۱۱۹۵	" سید محمد عاشق حسین صاحب	۱۶۷۷	" سلطان احمد خان صاحب
۱۱۹۶	مکرمہ ایس ایم نسار صاحبہ	۱۴۲۱	" سید مشتاق احمد صاحب
۱۱۹۸	مکرم ولی محمد صاحب	۱۴۲۲	" انوار احمد صاحب
۱۲۲۰	" ماسٹر عبدالرحمان صاحب	۱۴۲۷	" نورالحسن صاحب ※

※ ۱۴۲۰۔ مکرم اختر الٰہی صاحب۔ ۱۴۳۱ مکرمہ نورجہاں بیگم صاحبہ۔ ۱۴۳۲ مکرم امیر حسین صاحب۔ ۱۴۳۴ مکرم زیدی صاحب۔ ۱۴۲۵ مکرم شیخ مفضل حسین صاحب۔ ۱۴۲۲ مکرم خورشید اسلام صاحب۔ ۱۴۴۴ مکرم عبدالرزاق [illegible] مکرمہ [illegible] سلطانہ صاحبہ۔ ۱۴۲۸ مکرم شیخ عبدالستار صاحب۔ ۱۷۲۳ مکرمہ شکور النساء بیگم صاحبہ۔ ۱۷۴۱ مکرمہ مہرالنساء بیگم صاحبہ۔ ۱۸۲۹ مکرم محمد شہاب الدین صاحب۔ ۱۹۴۷ مکرم مولوی [illegible] صاحب

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی درویش قادیان

سنہ ۱۹۴۶ء کا نصف آخر تھا۔ ایک نوجوان اپنی ملٹری سروس سے ریٹائر ہو کر محلہ دارالرحمت قادیان میں اپنے سسرال کے ہاں مقیم تھا۔ قدرتی طور پر اسے کسی روزگار کی تلاش تھی۔ لیکن وہ کئی ماہ سے متواتر کوششیں کر کر کے قریباً تھک ہار چکا تھا۔ یوں تو اُس زمانہ میں روزگار کی بھی کمی نہ تھی لیکن اس کی راہ کے موانع درحقیقت کچھ دوسری نوعیت کے تھے جن کے باعث کوئی روزگار اسے اپنے قریب نہیں آنے دیتا تھا۔ وہ اپنی تعلیمی قابلیت کے اعتبار سے محض صفر تھا۔ ایک بالکل دیہاتی سے سکول میں اینگلو ورنیکولر مڈل پاس کر لینے سے ملازمتیں تو نہیں ملا کرتی ہیں! وہ اپنی اسی مڈل پاس کی سند کو ہاتھوں میں لئے کئی دفتروں اور ڈیوڑھیوں کے چکر کاٹ چکا تھا لیکن ہر ملازمت اس کی مڈل پاس سند دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیتی تھی۔ اس کے ہاتھ سے دامنِ امید چھوٹ چھوٹ جاتا تھا لیکن وہ مرکزِ احمدیت قادیان میں رہ کر سلسلہ کی خدمت کے جذبے کو دل میں دبائے ایک موہوم سی آس کے سہارے جوں توں دن کاٹ رہا تھا۔ بے روزگاری کی حالت میں سسرال کے ہاں قیام ایک غیور اور حساس انسان کے لئے بہت بوجھل چیز ہے۔ لیکن آخر وہ جاتا بھی کہاں۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اس کے لئے اپنے غیر احمدی خاندان میں کوئی پذیرائی اور کشش بھی نہ تھی۔

ہر متلاشیٔ روزگار کی طرح وہ بھی علی العموم الفضل اور دوسرے مرکزی اخبارات اور رسالوں میں سے بالخصوص

”ضرورت ہے“

کے اشتہارات بڑی توجہ سے پڑھا کرتا تھا لیکن وہ اشتہارات پڑھ کر اسے ہمیشہ محسوس ہوتا کہ اشتہار دینے والے اداروں کو اس کے ساتھ کوئی ضد اور بَیر ہے۔ کیونکہ ہر ایسے اشتہار میں تعلیمی معیار گریجوایٹ یا کم از کم مولوی فاضل مطلوب ہوتا۔ ان اداروں کا کیا مقدور تھا۔ بے روزگاری کی اتنی فراوانی تھی کہ ایک ایک میٹرک پاس کی اسامی کے لئے سینکڑوں گریجوایٹوں کی درخواستیں پہنچ جاتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت حال کی موجودگی میں اُس کی مڈل کی سند اس کے لئے محض ایک طعنہ اور بلائے جان تھی۔

اگست سنہ ۱۹۴۶ء میں نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے الفضل میں ایک اعلان ”ضرورت ہے“ کے عنوان سے شائع ہوا جس میں لکھا گیا تھا کہ

نظارت ہذا کو شعبہ زودنویسی کے لئے اچھی صحت والے اور مستعد نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ تعلیمی معیار میٹرک اور مولوی فاضل ہونا چاہئیے (مفہوم)

اس نے جب یہ اعلان پڑھا تو ایک موہوم سی دور افتادہ امید کی کرن اسے نظر آئی۔ گو تعلیمی معیار کا سنگ گراں اب بھی اس کی راہ میں بدستور حائل تھا۔ لیکن

”زودنویسی“

کا لفظ بار بار اس کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کر لیتا تھا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ زودنویسی کے شعبہ کے فرائض کیا ہوں گے۔ لیکن وہ اس لفظ ”زودنویسی“ کا صرف ظاہری مفہوم ہی اخذ کر سکا کہ کچھ تیز لکھنے والے نوجوانوں کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ زودنویسی کے لفظی معنے تیز لکھنا ہی ہے

وہ چونکہ ایک عرصہ تک نہری پٹواری کا کام بھی سیکھتا رہا تھا اور کچھ زمانہ ضلع کچہری میں بعض ایڈووکیٹوں کے ساتھ بطور کلرک بھی کام کر چکا تھا اس لئے یہ اعلان پڑھ کر اس کی ڈھارس ذرا سی بندھ گئی کیونکہ اسے تیز لکھنے کا کافی تجربہ تھا۔ تعلیمی معیار کی شرط البتہ اسے چبھ رہی تھی۔ تاہم معمّے حل کرنے والوں کی طرح اس نے درخواست دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ بڑی سوچ بچار کے بعد اس نے کچھ اس قسم کی درخواست لکھی

الفضل مورخہ ۔۔۔ میں آپ کا اعلان پڑھا۔ میں نہ تو مولوی فاضل ہوں اور نہ میٹرک پاس۔ لیکن اس میں کیا حرج ہے کہ آپ مجھے اس امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دے دیں جو آپ ۔۔۔ تاریخ کو لینے والے ہیں۔ میری تعلیم صرف مڈل ہے۔

شاید نظارت دعوۃ و تبلیغ کو اس کی یہ ادا پسند آگئی یا مخفی طور پر قدرت اپنا کرشمہ دکھا رہی تھی کہ چند روز کے بعد اسے زودنویسی کے امتحان کے لئے بلوا لیا گیا۔ کچھ مولوی فاضل کی سند والے امیدوار بھی تھے۔ امتحان یہ تھا کہ نظارت تبلیغ کے ایک کارکن نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خطبہ تیز تیز بول کر لکھوایا۔

امتحان دینے کے بعد وہ دعاؤں میں لگ گیا۔ کامیابی کا امکان بہت ہی کم تھا کیونکہ تعلیمی معیار کی شرط اس میں عنقا تھی۔ لیکن چند روز کے بعد جب اسے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے اس مضمون کی چٹھی ملی کہ تم امتحان میں کامیاب قرار دئے گئے ہو اور فلاں تاریخ سے شعبۂ زودنویسی میں کام شروع کر دو تو یہ اطلاع پا کر اس نے مسرت کے ساتھ سوچا کہ اس کا کھوٹا پیسہ (مڈل پاس کی سند) چل گیا ہے

اس کا خیال تھا کہ زودنویسی کے شعبہ میں تیز لکھنے کے کام کی نوعیت یہ ہوگی کہ بعض اردو تحریرات کو نقل کرنا ہوگا۔ چنانچہ وہ ذہنی طور پر اسی کام کے لئے تیار ہو کر تاریخ مقررہ پر دفتر زودنویسی میں شعبہ کے انچارج مکرم مولانا ۔۔۔ صاحب طاہر کے پاس حاضر ہوا اور اپنی ڈیوٹی کے بارہ میں دریافت کیا۔ انچارج صاحب نے اسے بتایا کہ تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ روزانہ بعد نماز مغرب سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مجلس علم و عرفان میں حضور کے ملفوظات کو قلمبند کرنا ہے اور اگلی صبح کو اسے فیئر (Fair) کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں خود چونکہ اس وقت تفسیر نویسی کا کام کر رہا ہوں اس لئے خطبات جمعہ اور دوسری تقاریب کے ملفوظات بھی تم ہی قلمبند کیا کرو گے

یہ سننا تھا کہ اسے اپنے پاؤں تلے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ فوری طور پر جو خوفناک اندیشہ اسے دامنگیر ہوا وہ یہ تھا کہ خطبہ دینے والا وہ عظیم المرتبت انسان ہوگا جو موجودہ دنیا کا سب سے بڑا عالم ہے اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ:

”وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا“

اور جو شخص خطبہ قلمبند کرے گا وہ دنیا کا جاہل ترین شخص ہوگا۔! تاہم اس نے اس اندیشے کو دل میں دبا کر کام کرنے پر آمادگی کے بعد انچارج صاحب شعبہ زودنویسی سے خطبات و تقاریر قلمبند کرنے کے لئے ہدایات لیں۔ ان ہدایات میں سے زیادہ تر اس قسم کی تھیں کہ خطبہ قلمبند کرتے وقت فلاں فقرہ یا فلاں لفظ کو کس طرح لکھنا ہے۔

اُس زمانہ میں ٹیپ ریکارڈر کا رواج نہ تھا اور شارٹ ہینڈ کا طریق بھی کئی کئی گھنٹوں کی تقاریر کو لفظ بہ لفظ قلمبند کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے شعبۂ زودنویسی خطبات کو لانگ ہینڈ Long Hand کے طریق پر قلمبند کیا کرتا تھا۔ لانگ ہینڈ کی اصطلاح شعبہ زودنویسی کی اپنی اختراع تھی۔ لانگ ہینڈ کا مطلب یہ تھا کہ خطبہ یا تقریر کے پورے الفاظ ان کی اپنی اشکال کے ساتھ قلمبند کر لئے جاتے تھے۔ البتہ ”ضرورت ایجاد کی ماں ہے“ کے قاعدہ کلیہ کے مطابق زودنویسوں نے فقروں کے اختصار کے لئے کچھ طریق وضع کر لئے تھے بمثال کے طور پر حضور انور رضی اللہ عنہ جب خطبہ میں یہ فرماتے تھے کہ

میں سمجھتا ہوں کہ ۔۔۔

تو اسے پورا لکھنے کی بجائے صرف ”مستا“ لکھ لیا جاتا تھا۔ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم“ کی بجائے حرف ”ر“ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بجائے حرف ”م“ لکھ لیا جاتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

لیکن یہ کام اتنا مشکل اور محنت طلب تھا کہ اس کا اندازہ صرف زودنویس ہی کر سکتے تھے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطبہ دینے کی رفتار ۷۰ سے ۸۰ الفاظ فی منٹ ہوا کرتی تھی۔ اور بعض تقاریر کی رفتار تو ۱۰۰ سے ۱۲۰ الفاظ فی منٹ تک بھی پہنچی۔ اب ظاہر ہے کہ اوسطاً ۸۰ الفاظ فی منٹ لانگ ہینڈ میں قلمبند کرنا کتنا بڑا مجاہدہ ہے۔ خطبہ یا تقریر قلمبند کرنے کے تین مراحل ہوتے تھے۔ پہلا مرحلہ تو وہ ہوتا تھا جب حضور انور رضی اللہ عنہ سٹیج پر خطبہ فرما رہے ہوتے تھے اور ایک زودنویس کچے سکے کی پنسل سے اسے کاپی پر نوٹ کر رہا ہوتا تھا۔ وہ گویا سر سے پیر تک ایک مشین بول رہی ہوتی تھی اور سٹیج کے عقب میں زودنویس کا ہاتھ بازو اسی رفتار سے مصروف حرکت ہوتا تھا۔

دوسرا مرحلہ وہ ہوتا تھا جب زودنویس خطبہ والی کاپی لے کر اپنے گھر یا کسی الگ تھلگ تخلیہ میں بیٹھ کر اپنے ہی لکھے ہوئے کو جھنجلا جھنجلا کر بہ ہزار دقت پڑھ رہا ہوتا تھا اور ہر صفحہ پر جا بجا فقروں اور الفاظ کی ترتیب اس کے دماغ اور اس کی سوچوں کے دائرہ سے نکل نکل جاتی تھی۔ ایک گھنٹے کے خطبہ کی خالی

جگہیں Blanks پُر کرنے پر بھی اتنا ہی وقت لگتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی زود نویس کا سارا دماغ پگھل کر کاپی کے صفحات میں جذب ہو جاتا تھا۔

اور تیسرا مرحلہ خطبہ کو Fair کرنے کا ہوتا تھا۔ اور ایک گھنٹے کا خطبہ آٹھ گھنٹوں میں تیار ہوتا تھا۔ اور جب پورا خطبہ مرتب ہو جاتا تھا تو اسے سیدنا حضور انور رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں ملاحظہ کے لئے پیش کر دیا جاتا تھا۔ ایک گھنٹے کا خطبہ سفید کاغذ کے ۶۴ اور الفضل کے ۸ صفحات کو محیط ہوتا تھا۔ اسی سے آپ حضور کی دو چار یا سات سات گھنٹوں کی تقاریر کا اندازہ فرمائیں

وہ جب کام کی نوعیت کو سمجھ کر اور تقاریر قلمبند کرنے کے متعلق ہدایات لے کر دفتر سے باہر نکلا تو دو متضاد خیالات اس کے دماغ پر مستولی تھے۔ ایک خیال شدید پریشانی کا باعث تھا کہ کام بڑا ہی سخت اور محنت طلب ہے۔ روزانہ ۶۰ - ۷۰ صفحات کے ملفوظات اسے قلمبند کرنے ہوں گے اور رات دن محنت کرنا ہوگی۔ اس نے جب اپنی ذات کا مطالعہ کیا تو پریشانی فزوں تر ہو گئی۔ کیونکہ تعلیمی لحاظ سے وہ خالص جاہل تھا۔ مڈل پاس کی تعلیم ہی کیا ہوتی ہے۔ اور عربی کا تو وہ ایک لفظ بھی نہ جانتا تھا۔ اس نے بڑی پریشانی کے عالم میں سوچا کہ وہ کس طرح دنیا کے سب سے بڑے عالم کے نکاتِ علوم و معرفت کو قلمبند کرے گا۔ احساسِ کمتری نے اس کے روئیں روئیں سے پسینہ نکال دیا۔

لیکن دوسرا خیال اس کے لئے خوشکن تھا اور وہ یہ کہ اسے جماعت کے قابل صد احترام امام اور موعود خلیفہ کے ساتھ رہ کر سلسلہ کی خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل ہوگی اور یہی خیال اس کے اندیشوں پر غالب آ گیا۔ اور اس نے دعاؤں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا لیکن

عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کے مصداق ایک ڈیڑھ مہینہ میں ہی اس نے عملی تجربہ سے محسوس کیا کہ وہ اس کام کے نا اہل ہے۔ حضور کے بیان فرمودہ بہت سے نکاتِ علم و معرفت اس کی دماغی استعداد اور علمی قابلیت کی گرفت میں نہیں آ سکتے تھے۔ شعبہ زود نویسی کے انچارج مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر رضی اللہ عنہ ایک نہایت نیک نفس بزرگ اور علم و فضل رکھنے والے تجربہ کار زود نویس تھے اور خطبات مرتب کرنے میں اسے مدد دیتے تھے۔ اس کے باوجود اس کے اندر مرعوبیت اور کمتری کا احساس بڑھتا چلا گیا۔ تقاریر کو مرتب کرنے کی محنت اور دماغ سوزی اس پر مستزاد تھی۔ وہ بالکل گھبرا گیا جہاں تک اس کام کے لئے محنت کا تعلق تھا وہ اپنی اچھی صحت اور مضبوط جسمانی ساخت کے باعث شاید نہ گھبراتا لیکن علمی بے مائیگی نے اس کے قدم اکھیڑ دیئے اور اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ چند دنوں تک اپنی علمی کمی کی معذرت کے ساتھ استعفا پیش کر دیگا۔

محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر روزنامہ الفضل اس کے شفیق بزرگ تھے اور وہ اکثر ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا اور علمی استفادہ کرتا تھا۔ اسے خیال آیا کہ استعفا دینے سے قبل ان سے مشورہ کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ وہ ایک شام تنویر صاحب سے مشورہ لینے کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں وہ بڑے دکھ کے ساتھ سوچتا جا رہا تھا کہ سلسلہ کی خدمت کا ایک باعزت موقع محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے میسّر آیا تھا لیکن افسوس کہ وہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے وہ دفتر الفضل کی سیڑھیاں طے کر کے اوپر پہنچا تو حضرت تنویر کچھ احباب کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اسے دیکھتے ہی تنویر صاحب اُٹھے اور حسب معمول شفقت سے ملے اور الگ ایک تخلیہ میں لے گئے اور قبل اس کے کہ وہ کوئی مشورہ طلب کرتا تنویر صاحب نے فرمایا

"مبارک ہو۔ آج سیدنا مصلح موعود نے ایڈیٹروں کی ایک کانفرنس طلب فرمائی تھی جس میں میں بھی موجود تھا اس کانفرنس میں حضور انور نے تمہارا ذکر بڑے اچھے الفاظ میں کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو نیا زود نویس آیا ہے وہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے"

اس کی مسرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو حضرت تنویر کی اس روایت نے اسے پہنچائی۔ وفورِ مسرت سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور کیوں نہ نکلتے۔ ایک مردِ مومن نے اپنی نگاہِ التفات سے اسے نوازا تھا۔ ایک ذرہ ناچیز کو خدا تعالیٰ کے موعود خلیفہ نے تعریف سے یاد فرمایا تھا۔ مردِ مومن کی ایک ہی خادم نواز نگاہ نے اس کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی۔ ایک کنجشکِ بے مایہ کو بلند پروازی کے حوصلے مل گئے تھے اور وہ اپنے آپ کو شاہینوں کا ہمسر سمجھنے لگا تھا۔ وہ ایک شکستہ دل لے کر دفتر الفضل کی سیڑھیوں پر چڑھا تھا اور اب وہ ایک عزم راسخ لے کر نیچے اتر رہا تھا۔ اولوالعزم مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی حقیر ترین شخصیت میں اپنے عزم کا پیوند لگا دیا تھا۔

"جو نیا زود نویس آیا ہے وہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے"

اس ایک فقرہ نے اس کی تقدیر کا رُخ پلٹ دیا۔ اس کے دل میں مایوسیوں کی جگہ کام کرنے کے ولولے جاگ اُٹھے اور وہ دفتر الفضل سے اپنے گھر کو لوٹتے ہوئے یہ عہد کر چکا تھا کہ وہ اب اپنی علمی کمی کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

چنانچہ زود نویسی کا مشکل ترین کام کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے اپنا یہ معمول بنا لیا کہ وہ روزانہ سلسلہ کی کتب کا سو سو دو دو سو صفحے تک مطالعہ کرنے لگا۔ اور اس کے علاوہ دوسری علمی و ادبی کتب بھی اس کے زیرِ مطالعہ رہنے لگیں وہ چونکہ کم علم تھا اس لئے علمی کتب کے بیشتر مقامات کو سمجھنے میں اسے مشکل پیش آتی وہ کسی لغات سے مدد لیتا اور اگر پھر بھی وہ سمجھ نہ سکتا تو اس مقام پر نشان لگا کر اُسے رکھ دیتا اور کسی ذی علم دوست سے مدد لینے کے لئے گھر سے نکل جاتا۔ اور جب تک اس مشکل مقام کو سمجھ نہ لیتا اگلے حصہ کا مطالعہ شروع نہ کرتا۔ اس نے مشکل الفاظ کے معانی اہل علم سے دریافت کرنے کو کبھی باعث شرم و عار نہ سمجھا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس کے مدنظر رہتا کہ

اُطلبوا العلم ولو کان بالصین

یعنی طلبِ علم کے لئے اگر تمہیں چین بھی جانا پڑے تو ضرور جاؤ۔ اور قادیان میں رہتے ہوئے تو چین جانے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ یہاں خدا کے فضل سے بے شمار علمی شخصیتیں موجود تھیں

اس کے ساتھ ہی وہ چونکہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مجلس علم و عرفان کی ڈائری روزانہ قلمبند کرتا تھا اور خطبات جمعہ کے علاوہ بعض دوسری تقاریب کی تقریریں بھی لکھتا تھا اور اس بلند مرتبت موعود خلیفہ کا جوان فی عقل کے احاطہ میں نہ آ سکنے والا علمی پایہ تھا وہ تو مسلّمہ ہے۔ ان خطبات و تقاریر کو قلمبند کرتے وقت بھی وہ علم و معرفت کے نکات کو اپنی محدود عقل کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کرتا تھا اس لئے آہستہ آہستہ اس کی علمی حیثیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور کچھ کچھ خود اعتمادی اس میں پیدا ہونے لگی۔ چنانچہ اب اس کے معمولات یہ تھے کہ وہ روزانہ بعد نماز مغرب مجلس علم و عرفان کی ڈائری قلمبند کرتا جو بالعموم ایک گھنٹہ کی ہوتی تھی۔ مجلس ختم ہوتے ہی وہ گھر پہنچ کر اپنی کاپی کے Blanks پُر کرتا اور پھر اسے فیئر کرنے بیٹھ جاتا اور صبح کی اذان تک وہ اسے مرتب کر لیتا جو اوسطاً ۶۵ فلسکیپ صفحات کی ہوتی۔ صبح کی نماز پڑھ کر وہ سو جاتا اور دس بجے کے قریب وہ اس مرتبہ ڈائری کو سیدنا حضور انور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھجوانے کے لئے دفتر چلا جاتا اور مطالعہ میں مصروف ہو جاتا۔

یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ بعض بلند پایہ شخصیتیں پارس کا حکم رکھتی ہیں اور جو شخص ان سے چھو بھی جائے وہ سونا بن جاتا ہے۔ اور برکتوں سے پُر ہو جاتا ہے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم شخصیت بھی ایسی ہی تھی۔ حضور رضی اللہ عنہ کے قریب رہ کر کام کرنے والے تمام خدام اس بات کی شہادت دیں گے کہ حضور رضی اللہ عنہ کے قرب نے انہیں بے شمار برکتوں اور سلیقوں سے نوازا اور وہ دنیا میں سرخروئی کے ساتھ اپنے فرائض بجا لانے کے قابل ہو گئے کوئی شخص جتنی محنت کے ساتھ کام کرنے والا ہوتا حضور اس کی اتنی ہی حوصلہ افزائی فرماتے۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضور خود اس قدر زیادہ کام کرتے تھے کہ اگر ہم حضور کے اوقات کی تقسیم کرنے لگیں تو حساب کے تمام فارمولے فیل ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے سیدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف پایا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضور رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کم خوابی کے باعث ہمیشہ سوجی رہتی تھیں اور آنکھوں کے حلقے متورم رہتے تھے۔ حضور خود بھی کبھی آرام نہیں فرماتے تھے اور آرام طلبوں کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

بہرحال وہ سیدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس عظیم احسان کو کبھی نہیں بھلا سکتا جو حضور نے اس کی حوصلہ افزائی کر کے فرمایا تھا۔ اس عظیم مردِ مومن کی نگاہِ التفات نے اس کی تقدیر کی زلفیں سنوار دیں اور اسے زندگی کے قرینے بتا دئے۔ اس کی یاسیت زدہ زندگی کو امیدوں کی روشن شمعیں بخش دیں اور اس کی دل شکستگی کو ولولوں کی توانائیاں عطا کر دیں۔ اور یہی مفہوم ہے اس مصرع کا کہ ؏

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اور ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس بات کا اعتراف کریں گے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نگاہِ التفات سے ان کی تقدیروں کے رُخ بدل دیئے اور ان کی پستیوں کو سرفرازیاں عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں اس کی رُوح پر اور اس کی آل اولاد پر۔ آمین

آپ میں سے بعض تو سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ شخص کون تھا۔ اور بعض جاننا چاہیں گے اس لئے عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تقسیم ملک کے بعد درویشی کی نعمت بھی اپنے فضل سے عطا فرمائی۔ اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ناچیز خادم ہے۔ اس کے معمولات زیادہ تر اب بھی وہی ہیں یعنی سلسلہ کی خدمت اور مطالعہ کتب۔ وہ دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتا ہے کہ سلسلہ کی کتب میں علم کے خزانے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام میں روحانی حقیقتیں ہیں اور جو شخص حضور علیہ السلام کے ارشاد گرامی کی تعمیل کرتے ہوئے کم از کم تین مرتبہ بغور حضور کی تصانیف کا مطالعہ کرے وہ کبھی کسی علمی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اکثر نوجوانوں کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ گپ بازی اور وقت ضائع کرنے کی بجائے اگر تم مطالعہ کی عادت ڈال لو تو تمہارا مستقبل سنور جائے گا۔ اور سلسلہ کی خدمت اچھے رنگ میں کرنے کے قابل ہو سکو گے۔ کاش! ہمارے نوجوان اس تجربہ سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اس کا نام ؟ وہی ہے جو اس مضمون کے عنوان کے نیچے درج ہے۔ احباب ازراہِ کرم اس کے لئے دعا بھی کریں ✦

اُذکُرُوا مَوتَاکُم بِالخَیر

محترم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر اڑیسہ کا ذکرِ خیر

از مکرم سید محمود احمد صاحب منتری رسونگھڑا ضلع کٹک۔ اڑیسہ

افسوس صد افسوس

کہ گذشتہ ۸؍۹؍ جنوری ۱۹۷۱ء کی درمیانی شب کو میرے والد محترم مولوی سید محمد احمد صاحب مرحوم سابق پراونشل امیر اڑیسہ و امیر جماعت احمدیہ سونگھڑا کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم حضرت مولانا مولوی سید عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ صحابی سونگھڑوی کے دوسرے فرزند تھے۔ آپکی پیدائش غالباً ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء میں ہوئی۔ ۱۹۱۴ء میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ المصلح الموعود خلافت کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے اس وقت آپ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولوی سید عبد السلام صاحب فاضل مرحوم قادیان دارالامان میں بغرض دینی تعلیم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ تقریباً چار پانچ سال کے بعد جبکہ مولوی فاضل کا آخری درجہ تھا بیمار ہو جانے کی وجہ سے اوّل قادیان کے ہسپتال میں داخل ہوئے اور آپ کے گھٹنے کا اپریشن ہوا۔ لیکن اپریشن کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے پھر دوبارہ اپریشن ہوا اس پر بھی جب مرض میں تخفیف نہ ہوئی تو مجبوراً حضور اقدس حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشادِ مبارک پر لاہور میو ہسپتال میں داخل کر دیئے گئے۔ وہاں کے ماہرین سرجن کا متفقہ فیصلہ تھا کہ اگر ٹانگ کاٹ نہ دی جائے تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ لیکن قربان جاؤں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی دُعاؤں پر کہ حضور نے بار بار تاکید فرمائی کہ ہرگز ٹانگ نہ کاٹی جائے آخر ش جب حضور اقدس سے وطن واپس ہونے کے لئے اجازت مانگی گئی تو حضور نے از راہِ شفقت فرمایا کہ "بالاوقات وطن کی آب و ہوا صحت کے لئے موافق ہوتی ہے اچھا اجازت ہے۔" اللہ اللہ ان فقروں میں ایسی کیا تاثیر تھی کہ واقعی میرے والد صاحب جب وطن تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضور کی دعاؤں کی برکت سے شفاء کامل عطا فرمائی بلکہ والد صاحب نے اپنے

تینوں بھائیوں سے بڑھ کر لمبی عمر پائی۔ اور خدمتِ دین کی بھی توفیق ملی۔ کئی سال تک جماعتِ احمدیہ سونگھڑا کے جنرل سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ اسی اثنا میں آپ کی کوشش و محنت سے سونگھڑا کی جامع مسجد بنی۔ اسکے بعد کئی سال تک جماعتِ احمدیہ سمبلپور کے صدر جماعت رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صوبہ اڑیسہ کے پراونشل امیر کے عہدے پر فائز فرمایا۔ جب تک آپ پراونشل امیر رہے۔ جماعت کے تعلیمی تربیتی اور تبلیغی امور کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ بعدہٗ جب آپ ریٹائرڈ ہو کر اپنے وطن سونگھڑا تشریف لے آئے تو آخیر عمر تک جماعت احمدیہ سونگھڑا کے امیر رہے۔ باوجود ضعیفی اور کمزوری کے آپ ہمیشہ دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ نے اڑیہ زبان میں ۶ کتابیں لکھیں۔ اور جماعتِ احمدیہ اڑیسہ کی تاریخ کا ایک مسودہ تیار کیا جو بہت مقبول ہوا۔ خلیفۂ وقت آپ سے انتہا عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حدیث و قرآن کے نہ صرف عالم تھے بلکہ باعمل اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد محبت اور انسیت تھی۔ جب بھی آپ کے سامنے اپنے بزرگ استادوں اور بزرگوں کا نام آتا تو آپ آبدیدہ ہو جاتے خصوصاً حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت سید قاضی امیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مولوی میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان اطال اللہ طولِ عمرہٗ وغیرہم کے ذکر پر نہ صرف آبدیدہ ہو جاتے بلکہ سب کے درجات کی بلندی کے لئے دُعا فرماتے اور جب حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب، امیر جماعت احمدیہ قادیان کا گرامی نامہ آتا تو رقت طاری ہو جاتی اور اپنے مشفق و مہربان استاد

کے لئے دُعا فرماتے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہٗ کا جب بھی بیمار پرسی کا خط آتا تو آبدیدہ ہو جاتے اور دعا کرتے۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ امام مسجد لنڈن۔ حضرت مولانا مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری اور حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب بدو ملہی آپ کے ہم مکتب تھے۔ وقتاً فوقتاً اپنے بزرگ استادوں اور ہم مکتبوں کا گھر میں ذکر فرماتے۔ اور ایک عجیب خوشی اور لذت محسوس کرتے۔ ہم لوگوں کو اس ذکر سے ایک گونہ روحانی لذت محسوس ہوتی۔ خصوصاً مجھے ایک بات یاد آگئی وہ یہ کہ کئی بار والد صاحب مرحوم نے ۔۔۔۔ بڑے جوش کے ساتھ فرمایا کہ ہمیں ہمارے استاد حضرت مولوی سید قاضی امیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ محدث نے حدیث کا درس دینے کی اجازت دی ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے کہ حضرت قاضی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ "میرے سب بچے و مرادشاگرد نہایت نیک اور دیندار ہیں۔ میں نے ان سب کے لئے ہر نماز تہجد میں دُعا کی ہے۔ اس لئے حدیث کے درس کے لئے اجازت دیتا ہوں۔" اخبارِ "بدر" میں کئی ایک مضامین آپ کے چھپ چکے ہیں جنکی بنا پر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری ایڈیٹر اخبار بدر نے درثمین اردو اور فارسی تحفۃً ارسال فرمائی۔ جماعت کی ترقی کے لئے ہمیشہ ایک دھن سوار رہتی تھی۔ صاحب رؤیا اور کشوف تھے۔ بڑے صابر و شاکر تھے۔ کبھی بھی کسی قسم کی شکایت زبان پر نہ لاتے۔ ہمیشہ راضی برضائے الٰہی رہتے دشمن سے دشمن انسان کے لئے بھی کبھی بُرے الفاظ زبان سے نہ نکالتے بلکہ ان کے حق میں دُعا رِ خیر کرتے اپنے

پرائے کیا ہندو کیا مسلمان ہر ایک کی بہبودی و فلاح کے لئے دعاگو رہتے جس کی وجہ سے ہر ایک کے دل میں آپ کی عزت و محبت قائم تھی۔ گھر میں ہوں یا باہر کسی جگہ پر ہوں ہمیشہ اور ہر وقت خدا رسول صلعم کی باتیں حدیث و قرآن کی تعلیم آپ کی زبان مبارک پر رہتی تفسیر کبیر جب پڑھتے تو باغ باغ ہو جاتے چہرہ پر ایک عجیب رونق چھا جاتی آنکھوں میں آنسو آجاتے اور دعا کرتے۔ سونگھڑا کے تمام ہندو وغیر احمدی احباب بھی آپ کے گذر جانے پر اظہارِ افسوس اور تعزیت کرنے آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے ملک کا وہ ایک درخشندہ ستارہ اور ایک ولی تھا جو ہم سے جدا ہو گیا۔

مرحوم ایک بیوہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں (جو کہ سب صاحب اولاد ہیں) چھوڑ کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔

تمام بزرگانِ جماعت اور برادران کرام سے درخواست ہے کہ مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا فرمائیں۔ اور نمازِ جنازہ غائب پڑھ کر عند اللہ ماجور ہوں اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ جگہ عطا فرمائے (آمین) بزرگوں عزیزوں اور دوستوں کے خطوط اور تعزیت نامے کثرت سے موصول ہو رہے ہیں۔ جس کا فرداً فرداً جواب دینا دشوار ہے۔ اس لئے ان تمام دوستوں بزرگوں اور عزیزوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے خاکسار کو اور خاکسار کی والدہ محترمہ و بہنوں کو اپنے تعزیت ناموں سے تسلی دی۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ٭

اظہارِ تشکّر و درخواستِ دُعا

عزیز مکرم سید فضل احمد صاحب ایڈیشنل ڈپٹی منسٹی کے عہدے میں تقرر اور ... ۱۵۰ ... سیکرٹریٹ میں ملازمت مل جانے کی خوشی میں برادرم مکرم مولوی سید غلام احمد صاحب پانچ روپے درویش فنڈ اور پانچ روپے اعانتِ بدر میں ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ ملازمت، اور منصفی کے فرائض دونوں عزیزوں کو بہتر رنگ میں سرانجام دینے کی توفیق بخشے اور احمدیت حقیقی اسلام کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین

خاکسار سید بدر الدین احمد عفی عنہ انسپکٹر وقفِ جدید قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے برادرم ولی عبد الرحیم صاحب مالاباری حال مقیم بمبئی کو مورخہ ۱۲؍۱؍۷۱ بروز بدھ پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ عزیزہ نومولودہ کے نیک صالحہ و خادمۂ دین بننے کے لئے جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار

رفیق احمد مالاباری کارکن نظارت بیت المال آمد قادیان

آفاتِ ارضی و سماوی ـــــ اور اُن سے انتباہ

از مکرم محمد عظمت اللہ صاحب احمدی بنگلور

بنگال میں اس وقت جو حالت درپیش ہے۔ وہ ہر درد مند کے لئے باعثِ دُکھ اور تکلیف ہے۔ دس مہینوں کے اندر اندر سیلابوں طوفانوں اور جنگوں کی وجہ سے کم و بیش ۵۰ لاکھ افراد کا مرجانا اور عرصہ تک بے گور و کفن حالت میں پڑے رہنا کچھ کم عبرتناک نہیں۔ لا محالہ ہر غور و فکر سے کام لینے والے کو ماننا پڑتا ہے کہ یہ بے چارگی یہ تباہی اور یہ بربادی ایک عذاب ہے۔ جو انسانی اختیار سے باہر ہے۔ پس عذابِ الٰہی سے رستگاری بھی اسی طریق پر ہو سکتی ہے۔ جو کلامِ الٰہی میں بیان کیا گیا ہو۔ اس کے لئے جب ہم خدا تعالےٰ کی آخری کتاب قرآن مجید پر نظر کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل آیات پاتے ہیں (۱) اللہ تعالےٰ کے نشانوں کا انکار (۲) نبیوں یعنی ان راستبازوں کی لائی ہوئی صداقتوں کی خلاف ورزی اور ان سے مقابلہ اور ناحق ان کے قتل کے درپے ہونا (۳) خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی (۴) اور شرعی قواعد و ضوابط کی پابندی نہ کرنا۔ بلکہ حدودِ الٰہی کو توڑنا۔ اور حد سے گذر کر زیادتی پر کمر باندھ لینا گویا ذلت و مسکنت اور الٰہی غضب میں گھر جانے کے اسباب ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر قرآن مجید نے ایک نقشہ کھینچا ہے۔ فرمایا ایک علاقہ ہے جس کی بستیوں میں ... ہر طرح کی اشیاء خوردنی و پوشیدنی ہر سمت سے چلی آرہی تھیں اس نے اللہ کی نعمت کا کفران کیا تو خدا نے بھوک اور جنگ کا عذاب بھیج دیا پھر ایک نعمتِ عظمیٰ کا بالخصوص و بالتصریح ذکر فرما دیا کہ انہی میں کا ایک فرد رسول اور مامور بنا کر بھیجا گیا۔ مگر افسوس کہ اس کی تکذیب کی گئی۔ اس کی باتوں و ہدایتوں کی طرف دھیان نہ دیا گیا۔ لاپرواہی سے کام لیا گیا تو العذاب نے آپکڑا اور یہ ان ہی کے اپنے ظلم کا نتیجہ ہے یہ خدا تعالیٰ کی لاتبدیل سنّت ہے کہ وہ عذاب سے پہلے اپنا فرستادہ متنبہ کرنے کے لئے بھیجتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ جب بستیوں کے رہنے والے

عصیاں و وبال سے اپنے آپ کو مستحقِ عذاب کر لیتے ہیں۔ تو ہم ان عیش پرستوں پر اپنا حکم بھیجتے ہیں۔ وہ بستی والے اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اس سے ان پر حجت ملزمہ قائم ہو جاتی ہے۔ کہ باوجود آگاہی و انتباہ کے باز نہیں آتے تو پھر حکمِ تدمیر جاری ہو جاتا ہے۔ کیا اس بات سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ اس آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے خدا کے فرستادہ نے کئی سالوں تک ابلاغ و اتمام حجت کے بعد ۱۹۰۶ء میں بالہام الٰہی یہ اعلان نہیں فرمایا تھا کہ

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے عین مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہ ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ .... اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے

... یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

یہ پینسٹھ برس پیشتر کی پیشگوئی ---- لفظ بہ لفظ پوری ہو رہی ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا۔

”وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔“

برصغیر میں بنگال کی کیفیت بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو حسبِ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اے کاش ساری دنیا بالخصوص برصغیر میں بسنے والے خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرنے والی سبیل پر چل پڑیں۔ اور خشیت، اور تضرّع اختیار کریں۔ اور اس غیر معمولی دکھ و تکلیف کے اصل اسباب کے ازالہ کی طرف متوجہ ہوں۔ اور یہ کہہ کر نہ ٹال دیں۔ کہ ایسی مصیبتیں تو آیا ہی کرتی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرما چکا ہے کہ یہ تنگی ترشی کے دن ہم تضرّع و خشیت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے لایا کرتے ہیں۔ اور یہ نبی کے مبعوث ہونے کا نشان ہے۔ اگر لاپرواہی سے کام لوگے تو ایکدم پکڑے جاؤ گے۔ اور تہس نہس ہو جاؤ گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنی ایک پیشگوئی میں اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لوط کی زمین کا نقشہ اور نوح کے طوفان کا منظر ہمارے کئی لاکھ ہموطنوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا خدا کرے کہ یہیں تک اکتفا رہو۔ ورنہ انکار پر اصرار اور شوخی و استکبار کے نتیجے میں کلی تباہی کا انذار کلامِ الٰہی میں آچکا ہے

پس ضروری ہے کہ خدا کے عذاب اور خدا کے غضب سے امان بھی خدا سے ہی طلب کریں۔ جس کا طریق قرآن مجید میں بوضاحت مذکور ہے۔ سب سے اوّل تو ان اسباب کو رفع کیا جائے جن کی پاداش میں یہ دکھ واقع ہو رہے ہیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑا تکذیب و انکار اور استخفافِ رسول ہے کثرتِ رزق و اموال اور اجل مسمّٰی تک جینے اور قبل از وقت موت ہلاکت سے بچنے کا گُر خدا تعالےٰ کے حضور تضرّع و ابتہال کے ساتھ توبہ و استغفار ہے۔

ایک طرف اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ خدا کے ذکر سے اعراض کی پاداش میں معیشت تنگ ہو جاتی ہے۔ ذکر سے مراد اللہ کی یاد صلوٰۃ اور اس کا رسول ہے۔ دوسری طرف پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اپنے اہل و عیال اور متعلقین کو نماز کا حکم دیتے رہو اور ہر چھوٹے بڑے کو اس کا پابند بنا دو پھر اس تحریک اقامتِ صلوٰۃ پر التزام رکھو یہ ایک گر ہے جس پر عملدرآمد سے اس کے فوائد ظاہر ہوں گے۔

اس قسم کی ہولناک تباہیوں کا آنا علاماتِ قیامت سے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ دخان میں آجکل کی بمباری اور گولہ باری کا ذکر بھی ہے۔ جس سے آسمان دھواں آلود ہو رہا ہے۔ اور بھوک کے عذاب کا بھی کہ شدّت گرمی میں آنکھوں کے آگے دھواں اُٹھتا نظر آتا ہے اور مفسرین نے دخان کی تفسیر میں یہی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی روحانی علاج ہیں۔ جو قرآن مجید میں تدبّر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ میں نے تو ادھر توجہ کرانے کے لئے مُشتے نمونہ از خروارے بیان کر دیئے ہیں۔ کیونکہ مادّی اسباب تو زور شور سے مہیّا کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ کوئی بری بات نہیں۔ یہ بھی ضروری ہیں۔ لیکن روحانی اسباب رفع عذاب کی طرف بھی توجہ از بس ضروری ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

درخواست دُعا

(۱) مکرم غلام مہدی صاحب آف بھدرک (اڑیسہ) کے چھوٹے بھائی مکرم غلام ہادی صاحب ایک عرصہ سے دل کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ ڈاکٹروں کے مشورہ پر اپریشن کی غرض سے بھیلور ہاسپٹل میں داخل ہو چکے ہیں۔ مکرم غلام مہدی صاحب نے مبلغ ۱۰/ روپے اعانت بدر میں ارسال کر کے ہوئے برادرِ موصوف کے اپریشن کی کامیابی اور کامل شفایابی کے لئے جملہ احباب و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی ہے۔ (۲) مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ مدراس ایک عرصہ سے مختلف عوارض کے باعث علیل ہیں۔ اب چند روز سے شدید کھانسی کی تکلیف بھی لاحق ہو گئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مکرم مولوی صاحب موصوف کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور بہتر رنگ میں خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق بخشے۔

(ایڈیٹر بدر)

مجلس خدام الاحمدیہ ہاری پاری گام کا تربیتی اجلاس!

مورخہ ۱۷ صلح (جنوری) ۱۳۵۱ ہش کو بعد نماز مغرب مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ جماعت کی صدارت میں مجلس خدام الاحمدیہ ہاری پاری گام کا ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کا آغاز مکرم بشیر احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک اور عزیز ناصر احمد صاحب کی نظم خوانی کے ساتھ عمل میں آیا۔ ازاں بعد مکرم قائد صاحب مجلس۔ مکرم محمد رمضان صاحب نائب قائد مجلس۔ مکرم محمد جبار صاحب بٹ سیکرٹری مجلس۔ مکرم نائب صدر صاحب مجلس انصار اللہ و سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ہاری پاری گام نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں خدام کی مساعی کے تئیں احباب جماعت کی حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ ہمارا یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار: محمد جبار بٹ

سیکرٹری اجلاسات مجلس خدام الاحمدیہ ہاری پاری گام (کشمیر)

جلسہ سالانہ کی مبارک اور چندہ جلسہ سالانہ

جماعتہائے احمدیہ بھارت کے احباب کو مبارک ہو کہ جلسہ سالانہ قادیان جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا تھا اب انشاء اللہ ۲۰-۲۱-۲۲ فروری ۱۹۷۲ء کو منعقد ہوگا۔

احباب جانتے ہیں کہ جلسہ سالانہ پر جو مہمان تشریف لاتے ہیں انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مہمان قرار دیا ہے۔ ان معزز مہمانوں کی مہمان نوازی اور جلسہ کے دوسرے اخراجات کے لئے ہی چندہ جلسہ سالانہ مقرر ہے۔ نظارت ہذا کی طرف سے گزشتہ ماہ تمام جماعتوں کو چندہ جلسہ سالانہ کی پوزیشن بتائی جا چکی ہے۔ سیکرٹریانِ مال سے درخواست ہے کہ وہ توجہ اور محنت کے ساتھ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کا انتظام فرمائیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

زکوٰۃ کی نقد ادائیگی ایام جلسہ میں

جماعت کے بعض دوست جلسہ سالانہ کی برکات سے دوہرا فائدہ اٹھانے کے لئے زکوٰۃ کی رقم نقد اپنے ساتھ لاتے ہیں اور جلسہ کے ایام میں خود خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرواتے ہیں۔ ایسے تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے وقت زکوٰۃ کی رقوم اپنے ہمراہ لائیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

قادیان میں بائیسویں جشن جمہوریت کی تقریب

بقیہ صفحہ اوّل

نے اپنی مختصر مگر مدلل تقریر میں یوم جمہوریت کی تاریخی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء کی رات راوی کے کنارے پنڈت جواہر لال نہرو نے ہندوستان کو مکمل آزادی دلائے جانے کا عہد کیا اور کانگرس کا جھنڈا لہرایا تھا۔ اس کے بعد وہ اس جدوجہد میں لگے رہے تاآنکہ ۱۹۴۷ء میں ہمارے ملک کو آزادی مل گئی۔ ملک کا نیا ودھان تیار ہو جانے پر ۱۹۵۲ء میں اس تاریخی روز پر اس نئے ودھان کو لاگو کیا گیا۔

اس طرح یہ دن یوم جمہوریت قرار پایا۔ آپ نے شہر نواسیوں کو اس قومی دن پر خاص طور پر مبارک باد پیش کی۔ اور بتایا کہ اس سال کا یوم جمہوریت ہمارے لئے خاص خوشی اور آزادی کا دن ہے۔ اس لئے کہ حال ہی میں ہمارے ملک کی شان فوجی طاقت کے لحاظ سے بلند ہوئی ہے۔ فوجی جوانوں کی قربانیوں اور عوام کے بھرپور تعاون سے ہمارے ملک کا نام دوسرے ملکوں میں روشن ہوا ہے۔

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب

بقیہ صفحہ (۲)

علیہ السلام کے تمام دعاوی پر ایمان رکھتا ہے اسے کسی وقت بھی اسلام کے روحانی غلبہ کے بارے میں نہ شک پیدا ہو سکتا ہے اور نہ وہ کبھی مایوسی کا شکار ہو سکتا ہے۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ دنیا میں جس تیز رفتاری سے حالات بدل رہے ہیں دراصل یہ اسی موعود وقت کو قریب لانے کے لئے ہیں۔ یہ جو ابتلا آرہے ہیں ان سے مسلمانوں کو جھنجھوڑا جا رہا ہے کہ تم منبعِ فیض سے دور جا پڑے ہو۔ قابلِ غور بات ہے کہ مولویوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں کیا کچھ نہیں کیا۔ کفر کے فتوے دیئے۔ اپنی کثرتِ تعداد کے گھمنڈ میں جماعتِ احمدیہ کو نقصان پہنچانے کے تمام حربے استعمال کئے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو کہا کہ تم لوگ خواہ مخواہ کیوں ہلکان ہو رہے ہو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا خود میرے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن اگر میں سچا ہوں تو تمہاری کثرتِ تعداد میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت دنیا کے سامنے ہے کہ مولویوں کی مخالفت جماعت کی ترقی میں نہ تو روک بنی اور نہ ہی خدائی نشانات کو ماند کر سکی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے احبابِ جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ لوگ محدود زندگی لے کر آئے ہیں۔ آپ نے ہی احمدیت کی تاریخ بنانی ہے۔ اس لئے اپنے معیارِ قربانی کو بلند کریں۔ اور عید الاضحیہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی تینوں تاریخی ہستیوں کی زندگیوں کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ بنائیں۔ جب ایک عظیم باپ اپنے عظیم بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا تو دونوں ہی ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے۔ اور ان کی اولاد ساری دنیا میں پھیل گئی۔

آخر میں آپ نے بنگلہ دیش سے آئے ہوئے ایک بزرگ احمدی کے مکتوب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس علاقہ میں جس قسم کا ظلم ہوا ہے اس کے نتیجہ میں لوگ مذہب سے برگشتہ ہو کر دہریت کی طرف مائل ہونے لگے ہیں۔ اب آپ سوچیں کہ ہمارے لئے کام کس قدر مشکل اور کٹھن ہو گیا ہے۔ ایسے لوگوں کو حقیقی اسلام کی طرف مائل کرنے اور ان کے دلوں میں حقیقی مذہب اسلام کی محبت اور الفت پیدا کرنے کے لئے کس قدر عظیم قربانی اور لگاتار محنت کی ضرورت ہے۔ لیکن مایوسی کی کوئی بات نہیں۔ یہ خدائی تقدیر ہے۔ موجودہ ابتلاء اور عذاب اس لئے آرہے ہیں کہ تا دنیا سچے خدا کی طرف رجوع کرے اور لوگ اس کے حضور لوٹیں۔ ان تکالیف اور ابتلاؤں کے پیچھے اور تہہ میں بھی خدا کا عظیم رحم چھپا ہوا ہے۔ ہم نے جو کام کرنا ہے وہ معمولی نہیں۔ جو بھائی دور چلے گئے ہیں ان کو [illegible] کی طرف لانا ہے۔ پیار سے، محبت سے اور حقیقی ہمدردی اور اپنے [illegible] نمونہ کے ذریعہ جس کے لئے لگاتار قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ان قربانیوں میں ہم نے زیادہ سے زیادہ حصہ ڈالنا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی توفیق دے۔ اور ہمیں اسے قبول بھی فرمائے۔ آمین۔

خطبہ کے بعد آپ نے [illegible] سوز دعا فرمائی جس میں تمام احباب شریک ہوئے۔ بعد از دعا حضرت مولانا [illegible] احمد صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان اور محترم صاحبزادہ صاحب نے سب کو شرف مصافحہ و معانقہ بخشا۔ سب احباب نے بھی بغلگیر ہو کر ایک دوسرے کو ہدیہ عید مبارک پیش کیا۔ اس طرح یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

عید کی قربانیاں

عید سے فراغت کے بعد سنتِ نبوی کی اقتداء میں [illegible] استطاعت مقامی احباب کی طرف سے ۴ قربانیاں ذبح کی گئیں جبکہ ۲۵ جانور بیرونجات کے احباب کی خواہش پر جماعتی نظام کے تحت ذبح کر کے اس کا گوشت تمام محلہ احمدیہ میں لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے تقسیم کیا گیا۔ اور ایک حصہ غیر مسلم مستحقین کو بھی دیا گیا۔ عید کے دوسرے و تیسرے روز بھی اسی طرح مقامی احباب اور بیرونجات کے دوستوں کی طرف سے ۲۴ جانور ذبح کئے گئے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اَللّٰهُمَّ اٰمِيْن۔

تحریکِ جدید اور اشاعتِ اسلام

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ " تحریکِ جدید اور اشاعتِ اسلام " کے سلسلہ میں احبابِ جماعت کو فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالےٰ نے ایک ہی اہم اور مقدس فریضہ ہمارے ذمہ لگایا ہے اور وہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت ہر انسانی دل میں پیدا کرنا اور محمّد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کرنا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کو تمام دُنیا پر غالب کرے گا انشاء اللہ

جملہ افرادِ جماعت کو چاہیئے کہ وہ اشاعتِ اسلام کے جذبہ کے تحت اللہ تعالےٰ کے نام کو بلند کرنے اور حضرت اقدس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کے لئے تحریکِ جدید کی تمام مالی تحریکات (اشاعتِ اسلام۔ تراجم قرآن مجید بزبان غیر ممالک اور تعمیر مساجد ممالکِ بیرون) میں زیادہ سے زیادہ حصّہ لیں تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں اسلام کو تمام دنیا پر غالب ہوتا دیکھ لیں "

اِس لئے وصولی چندہ تحریکِ جدید کی رفتار بہت تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی کے ذمّہ سالِ سابق اور سالِ رواں کا بقایا نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے آمین ؛

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

درخواست ہائے دُعا

★—— خاکسار کے بڑے ماموں مکرم اسرار محمد صاحب اور چھوٹے ماموں مکرم انوار محمد صاحب ساکنان راٹھ ضلع ہمیر پور (یو۔پی) اپنی دینی دُنیوی ترقیات کے لئے نیز بہتر رنگ میں خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ راٹھ میں تبلیغ کے نتیجہ میں بعض اشخاص جماعت کے قریب ہو رہے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں انشراحِ صدر عطا فرمائے آمین۔

خاکسار: محمد انعام ذاکر نزیل قادیان۔

★—— میری اہلیہ کی صحت ان دنوں بے حد خراب ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے اور ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے آمین۔ خاکسار فتح محمد نانبائی درویش قادیان۔

★—— مکرم بابا محمد اسماعیل صاحب، درویش کافی عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں جملہ احباب جماعت سے اُن کی صحت یابی اور درازئ عمر کے لئے درخواستِ دعا ہے —— (ایڈیٹر)

وقفِ جدید میں شمولیّت

برکاتِ الٰہی میں حصّہ لینے کے مترادف ہے

وقفِ جدید جو مرکزی تحریکوں میں سے آخری اور جماعت کے ہر چھوٹے بڑے مرد اور عورت کے لئے بنیادی تحریک ہے۔ جماعت کے ان دوستوں کے لئے جو اقل ترین گزارہ رکھتے ہیں ان کے لئے بھی عمدہ ترین ایثار کا معیار پیش کرتا ہے۔ یعنی صرف ۔/۶ روپے فی کس فی سال۔

اگر آپ اسی قدر معمولی حصّہ لے کر اسلام کی حقانیت اور اس کی برکات کو دِلوں میں قائم کرسکتے ہیں تو یہ خوش قسمتی ہے۔ اور اس خوش قسمتی کو جس قدر جلد حاصل کر لیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

پس وہ دوست جو اب تک کسی وجہ سے اس مبارک تحریک میں حصّہ نہ لے سکے، اب بھی شامل ہو کر خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرسکتے ہیں ؛

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

جلد اطلاع دیں

جلسہ سالانہ سے واپسی پر ریلوے ریزرویشن کا انتظام

جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی پر جو احباب دفتر ہذا کے ذریعہ امرتسر سے اپنی سیٹوں کی ریزرویشن کروانا چاہتے ہوں اُن سے درخواست ہے کہ وہ رقم کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف بھی فوری طور پر ارسال فرمائیں تاکہ بروقت ریزرویشن کا انتظام کیا جا سکے۔ عین جلسہ کے موقعہ پر جبکہ وقت بہت تنگ ہوتا ہے ریزرویشن کا انتظام بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

(۱) سفر کنندگان کے نام اور عمریں۔
(۲) گاڑی کا نام یا نمبر اور درجہ جس میں ریزرویشن مقصود ہے۔
(۳) تاریخ سفر از امرتسر۔
(۴) کہاں تک کی ریزرویشن مطلوب ہے۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

بقیہ اخبار احمدیہ

البتہ کھانسی اور بلغم کی تکلیف چل رہی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ محترم صاحبزادہ صاحب کو اپنے فضل سے جلد صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ محترم موصوف اسی حالت میں سلسلہ کے کام میں مشغول ہیں —— ★ —— حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور حالات معمول کے مطابق ہیں —— دو روز سے قادیان اور اس کے مضافات میں وقفہ وقفہ سے بارش کا سلسلہ جاری ہے ؛

ہفت روزہ "بدر" کا جلسہ سالانہ نمبر

سابقہ روایات کے مطابق ادارہ بدر بفضلہ تعالےٰ امسال بھی جلسہ سالانہ کے بابرکت موقعہ پر بدر کا سالانہ نمبر شائع کر رہا ہے۔ بدر کا یہ خصوصی شمارہ مورخہ ۱۷ اور ۲۴ فروری کی اشاعتوں پر مشتمل ہوگا۔ اس پرچہ کی ترتیب وتدوین کے سلسلہ میں مضمون نگار حضرات کو بذریعہ ڈاک بھی توجہ دلائی جاچکی ہے۔ بذریعہ اعلان ہذا دوبارہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ وہ اپنی نگارشات اولین فرصت میں ارسال فرمائیں تا انہیں مناسب جگہ دی جاسکے۔ (ایڈیٹر بدر)

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ —— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۔ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta—1

تار کا پتہ { "AUTOCENTRE" } فون نمبرز { 23-1652 / 23-5222 }